عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۱ | ۸تا۱۵؍ذیقعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۸تا۱۵؍جون ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۲۲

سہ روزہ ختم نبوت کورس، پشاور

قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ

تقدس حرم نبوی کانفرنس

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

مرحوم کی وراثت کس طرح تقسیم کی جائے

س:......میں ایک بیوہ عورت ہوں۔ میرا ایک بیٹا تھا جس کا پچھلے سال انتقال ہوگیا ہے۔اس کے ورثا میں ایک سات سال کی بیٹی، اس کی بیوہ اور میں یعنی والدہ تین لوگ شامل ہیں۔ہم تینوں کے علاوہ اس کے ورثا میں اور کوئی موجود نہیں ہے، لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ مرحوم کی وراثت کا طریقہ کار بتادیجئے کہ وراثت کو تقسیم کس طرح کیا جائے؟

ج:......صورت مسؤلہ میں اگر واقعتاً مرحوم کا اور کوئی بھی شرعی وارث نہیں ہے،سوائے ان مذکورہ خواتین کے تو ایسی صورت میں مرحوم کا کُل ترکہ ۳۲ حصوں میں تقسیم کریں گے۔جس میں چار حصے مرحوم کی بیوہ کو اور سات حصے مرحوم کی والدہ کو جبکہ اکیس حصے مرحوم کی بیٹی کو ملیں گے۔لہٰذا مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق کُل ترکہ کو ۳۲ حصوں میں تقسیم کرکے ہر ایک کو مذکورہ حصہ دے دیا جائے۔

’’میں نے تمہیں چھوڑ دیا‘‘ کے الفاظ سے طلاق کا حکم

س:......خاوند نے بیوی کے بھائیوں کے ڈرانے، دھمکانے کی وجہ سے تین بار ’’چھوڑ دیا‘‘ کے الفاظ بول دیئے۔کیا اس سے طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ج:......صورت مسؤلہ میں شوہر کا بیوی سے یہ کہنا کہ ’’میں نے تمہیں چھوڑ دیا‘‘ اردو محاورے میں صریح طلاق کے الفاظ ہیں۔ جب یہ الفاظ تین بار دہرائے تو ان سے تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور دونوں ایک دوسرے کے لئے قطعی حرام ہوگئے۔بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ نکاح کی بھی گنجائش نہیں۔عدت گزرنے کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔

بچی گود لینا

س:......ہماری کوئی اولاد نہیں ہے، ہمارے بہت دور کے رشتہ دار ہیں ان کی ایک بچی کی پیدائش ہوئی اور اس کی ماں کا انتقال ہوگیا اور اس بچی کے باپ نے بچی کو اپنانے سے انکار کردیا اور یہ بچی اب اپنے ماموں کے پاس ہے جو کہ بہت غریب ہے اور بچی کی پرورش کا انتظام نہیں کر پا رہے۔ایسے میں کیا ہم اس بچی کو گود لے سکتے ہیں؟اس وقت وہ بچی تین سال کی ہے، کیا ہمارے لئے اس بچی کو گود لینا مناسب ہے؟ نیز یاد رہے کہ ہمارا اس بچی سے محرمیت کا کوئی رشتہ نہیں ہے؟

ج:......بچی کی عمر چونکہ تین سال کی ہوچکی ہے اور مدت رضاعت اس کی ختم ہوگئی ہے، اس لئے اب وہ آپ کے لئے کسی طرح بھی محرم نہیں بن سکتی۔ اگر وہ بچی مدت رضاعت میں ہوتی اور آپ کسی محرم عورت سے رضاعت کے ذریعہ سے اپنا محرم بنالیتے تو گنجائش ہوجاتی۔ اب آپ کے لئے اس بچی کو گود لینا مناسب نہیں ہے کہ غیر محرم ہے۔بچی کو اس کے ماموں کے پاس ان کی پرورش میں ہی رہنے دیں، آپ سے جو تعاون ہوسکتا ہے، اخراجات کے سلسلہ میں وہ کردیا کریں، ان شاءاللہ! اجر وثواب کا باعث ہوگا۔

واللّٰہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

جلد:۴۱ ۸تا۱۵/ذوالقعدہ۱۴۴۳ھ مطابق ۸تا۱۵/جون۲۰۲۲ء شمارہ:۲۲

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

تقدس حرمِ نبوی ﷺ کانفرنس	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ	۷	حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ
سودی نظام کے بارے میں عدالتی فیصلہ ...	۱۱	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
ائمہ مساجد اور اصلاحِ معاشرہ (۲)	۱۳	مولانا عبدالمتین
عیسائی پادریوں سے چند سوالات (۴)	۱۶	حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی
تزکیہ و احسان... کارِ نبوت کا اہم شعبہ (۵)	۱۹	حضرت مولانا مفتی خالد محمود
سہ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس، پشاور	۲۳	مولانا اسحاق حقانی
جناب محمد ظہور عثمانی مرحوم......	۲۶	مولانا محمد اسرائیل گڑنگی
الو بڑا ہوتا ہے یا الو کا پٹھا؟	۲۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

تقدسِ حرم نبوی ﷺ کانفرنس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

فارسی کا مقولہ مشہور ہے: ''قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید'' آج سے چوبیس پچیس سال پہلے جب کہ اس وقت پاکستان تحریک انصاف کا دور دور تک کوئی وجود اور امکان نہیں تھا، اس وقت پاکستان کے دانشورانِ قوم نے متنبہ کیا تھا کہ پاکستان کی کرکٹ ٹیم کے ایک کھلاڑی کی یہودیوں کی طرف سے آبیاری، سرپرستی کے ساتھ ساتھ مستقبل کی سیاست کے لئے اس کو تیار کیا جارہا ہے۔ اس وقت قوم نے کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ پھر تقریباً دس سال کے بعد قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے کہا تھا کہ عمران خان یہودیوں کا ایجنٹ ہے، اور اس کو ایک خاص منصوبہ کے تحت پاکستانی سیاست میں اِن کیا گیا ہے۔ ۲۰۱۸ء کے الیکشن ہوئے اور اس میں کس طرح تحریک انصاف کو جتوایا گیا وہ سب قوم کے سامنے ہے۔ خدا خدا کر کے پونے چار سال تک انہوں نے حکومت کی۔ ملک کو معاشی طور پر دیوالیہ کردیا، ملکی معیشت زمین بوس ہوگئی، جو ادارے مستقل طور پر ان کو سہارا دے رہے تھے، انہوں نے اپنی بیساکھیاں تھوڑی سی دور کیں تو تحریک عدم اعتماد کامیاب ہوگئی اور ان کی حکومت زمین بوس ہوگئی۔

پاکستان تحریک انصاف نے حکومت میں ہوتے ہوئے پاکستان کو خوشحال بنانے میں اپنا کوئی کردار ادا نہیں کیا، صرف مخالفین کو دھمکانے اور جیل بھجوانے کے لئے ہی تگ و تاز کرتے رہے اور یہ کہ فلاں چور ہے، فلاں چور ہے۔ اسی پر پورا وقت صرف کیا اور چور چور کی اتنا گردان کی کہ تحریک انصاف کے ورکرز بھی یہی کچھ کہنے لگے۔ کسی نے صحیح کہا کہ جناب عمران خان صاحب کے پاس اپنی حکومت کی کارکردگی بتانے کے لئے کچھ بھی نہیں، سوائے اس کے کہ دوسروں کی پگڑیاں اچھالی جائیں۔ بہرحال اپنے حکومتی دور میں انہوں نے نام تو ریاست مدینہ کا لیا، لیکن ہر کام دین کے خلاف ہی کرتے رہے۔

اب چونکہ اتحادی حکومت نے میاں شہباز شریف کو وزیر اعظم منتخب کیا، یہ بات عمران خان کو پسند نہیں تھی، اس کی آڑ میں اندرون ملک تو یہ سب کام کر ہی رہے تھے، لیکن جب سعودی حکومت کے ولی عہد جناب محمد بن سلمان حفظہ اللہ نے میاں شہباز شریف اور اس کی کابینہ کے چند وزراء کو اپنے ہاں مدعو کیا تو پہلے سے شیخ رشید نے کہا کہ دیکھنا حرمین میں عوام ان کا کیسے استقبال کرتے ہیں؟ پھر منصوبہ بندی کے تحت برطانیہ اور امریکا سے دو درجن سے زائد لوگ مسجد نبوی میں بھیجے گئے، جن میں انیل مسرت قادیانی اور دوسرا جہانگیر عرف چیکو ان سب کی سرپرستی کررہے تھے، رمضان کا مہینہ، شبِ قدر اور پھر مسجد نبوی کا حرم۔ اس میں ایسی ہلڑبازی کی گئی کہ ادنیٰ مسلمان جس میں رتی بھر ایمان کی رمق اور غیرت ہو وہ ایسا نہیں کرسکتا۔ میڈیا کے ذریعہ یہ روح فرسا مناظر پوری دنیا نے دیکھے اور اس پر تمام مسلمانوں کے قلوب مجروح ہوئے اور ان کی دل آزاری ہوئی۔ اس پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن اور ان کی جماعت نے تمام مسلمانوں کی طرف سے فرض کفایہ کے طور پر تقدس حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر ۱۹؍مئی ۲۰۲۲ء کو کراچی میں اور ۲۱؍مئی ۲۰۲۲ء کو پشاور میں کانفرنس منعقد کیں، جس میں بلا مبالغہ لاکھوں لوگ شریک ہوئے، اس میں قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے فرمایا:

’’جناب صدر محترم، اکابر علما امت، بزرگان ملت، میرے دوستو اور بھائیو! سب سے پہلے تو میں جمعیت علما اسلام صوبہ سندھ کو آج کے اس کامیاب اجتماع کے انعقاد پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس عظیم نسبت کے ساتھ منعقد کئے گئے اس عظیم جلسے میں آپ کی اور ہماری شرکت کو قبول فرمائے اور اسے ہماری نجات کا سبب اور ذریعہ بنائے۔

میرے محترم دوستو! آپ کو یاد ہوگا جب مسجد اقصیٰ پر یہودی درندوں نے، صہیونی دہشت گردوں نے جارحیت کی تھی تو پاکستان میں کراچی کی سرزمین پر جمعیت علما اسلام نے ایک بہت بڑا احتجاجی مظاہرہ کیا، پاکستان میں ایک خاص لابی یہ درس دے رہی تھی کہ اسرائیل کو تسلیم کرنا چاہیے لیکن آپ کے اس ایک جلسے نے، لابی کے نظریے کے مقابلے میں آپ کی اس ایک آواز نے ان کی زبانیں ایسی خاموش کیں کہ پھر پاکستان کی سرزمین پر، کسی ایک فورم پر اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کرنے کی جرأت کوئی نہیں کرسکا، اللہ نے آپ کی آواز میں تاثیر رکھی ہے، آپ کی آواز میں اللہ تعالیٰ نے ایک رعب اور دبدبہ رکھا ہے۔

آج میرے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم اقدس کی بے حرمتی اسی یہودی لابی کے ایجنٹوں نے کی، پہلا حق آپ کا تھا کہ آپ اسی میدان میں اکٹھے ہوئے اور ان قوتوں کو للکارا کہ آئندہ اگر تم نے حرم اقدس کی حرمت کی توہین کا ارتکاب کیا تو ہم تمہاری زبانوں کو کھینچ لیں گے اور تمہیں ایسا سبق سکھائیں گے کہ تم رہتی دنیا تک یاد رکھو گے۔ (نعرہ تکبیر اللہ اکبر کے نعرے)، یہودیوں نے مدینے کی بے حرمتی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا ’’اخرجوا الیھود من جزیرۃ العرب ‘‘ کہ یہودیوں کو جزیرۃ العرب سے باہر نکال دو، اگر اس کے ایجنٹوں نے پاکستان میں مدینے کی حرمت کو پامال کیا تو ایجنٹو! یاد رکھو تمہیں ہم نہیں چھوڑیں گے اور کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ مکہ والوں نے بھی کہا تھا کہ یہ لاوارث ہے لیکن قیامت تک کے لئے اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی امت عطا کی ہے کہ آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی ایک گیا گزرا گنہگار امتی بھی اپنے نبی اور رسول کی حرمت پر جان قربان کرنے کے لئے تیار کھڑا ہے تو نے مکہ والوں کی طرح انہیں لاوارث سمجھا ہوا ہے، دنیا کی آبادی کا چھٹا حصہ وہ اپنے پیغمبر کے ناموس پر قربان ہونے کے لئے تیار ہے، ایک ارب سے زیادہ آبادی اس کے ناموس پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے، تم ہوتے کون ہو، تم کس باغ کی مولی ہو، تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اگر تم نے آئندہ کے لئے اس طرح سوچا بھی تو (عظمت رسول پر جان بھی قربان ہے کے نعرے)۔

ہم تحمل اور برداشت کے لوگ ہیں، ہم نے ہر مشکل کو بڑے صبر تحمل، برداشت کے ساتھ عبور کیا لیکن یہی وہ مقام ہے یہی وہ منزل ہے، یہی حرمت رسول کا وہ مقام ہے جہاں صبر کا بندھن ٹوٹ جاتا ہے، جہاں تحمل کا بندھن ٹوٹ جاتا ہے، جہاں برداشت نام کی کوئی چیز نہیں رہتی... لیکن میں آپ کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں یہ نالائق اور ذہنی بیمار ہے اور وہاں پر یہ فتنہ بھی ہے، ایسے پیروکار اس نے پیدا کر لئے ہیں کہ اگر وہ نعوذ باللہ... اللہ ہونے کا دعویٰ کرے تو کہیں گے ہم پھر بھی ان کے ساتھ ہیں، خود کہتا ہے: اللہ نے جو پیغام پیغمبر کے پاس پہنچایا، اسے لوگوں تک پہنچایا، تم بھی میرا پیغام لوگوں تک پہنچاؤ، کبھی خود کو اللہ کے ساتھ برابری پر، کبھی خود کو پیغمبر کے ساتھ برابری پر اور اس کے پیروکار کہتے ہیں کہ اگر وہ نبوت کا دعویٰ کرے، تب بھی ہم ان کے ساتھ ہیں، کبھی کہتا ہے اللہ نے پیغمبر کی تربیت کی، اس کو نبوت کے لئے بنایا اب میری بھی تربیت کر رہا ہے، اس فکر اور اس سوچ کا آدمی پاکستان میں سیاست کرے گا؟ اسے کہتے ہیں ’’دجل‘‘ دجل سے دجال.... دجال جب آئے گا تو اس کے ماتھے پر ’’ک ف ر‘‘ لکھا ہوگا لیکن اس کے دَم سے بارش بھی ہوگی، مردے بھی زندہ ہوں گے جہاں تھوک پھینکے گا وہاں سے سبزہ بھی اگے گا، کرامات بھی دکھائے گا لیکن ہوگا دجال، فتنہ، تو میں آپ کو اس فتنے سے بھی ڈرانا چاہتا ہوں اور متنبہ کرنا چاہتا

ہوں کہ ہم خواہ مخواہ اس کے خلاف میدان میں نہیں آئے، اور آج کچھ لوگوں کے پیچھے پھر رہا ہے ہماری طرح کے کچھ مذہبی رنگ والے لوگ، ان کو یہ دین سکھائے گا، جو مولوی بے چارہ اس قدر یتیم ہو جائے کہ اسے عمران خان کے سایہ کی ضرورت ہو اس کی یتیمی پہ رحم آتا ہے، یہ لوگوں کو دین سکھائے گا ان شاءاللہ! ہم ایسی فکر، ایسے عقیدے، ایسے نظریئے اور ایسے فتنے کا خاتمہ کریں گے، اگر ہم قادیانی فتنے کے ساتھ، اس کے پیروکاروں کے ساتھ جنگ لڑ سکتے ہیں اور تا قیامت جنگ لڑنے کا عہد کیا ہے تو یہ کیا چھوٹی موٹی فتنیاں ہمارا مقابلہ کریں گی ان کو تو ایک ضرب سے ہم نے ہٹایا ہے اور ایک ضرب سے ان کو دفن کریں گے، ان شاءاللہ۔

میرے محترم دوستو! ان کے جلسوں سے ڈرنا نہیں چاہئے، ان کے پیروکاروں سے بھی ڈرنا نہیں چاہئے، میری شرافت مجھے ان پر تبصرہ کرنے کی اجازت نہیں دیتی، عمرے پر کیوں گئے، تمہیں میرے جلسوں میں میرے ساتھ کھڑا ہونا چاہئے تھا، ناچ گانوں کی محفل میں تمہیں کھڑا ہونا چاہئے تھا، تمہیں عمرے پر جانے کی کیا ضرورت تھی، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے زندگی بھر عمرہ نہیں کیا، جنہوں نے زندگی بھر مدینہ منورہ نہیں دیکھا، آج اس موقع پر آپ کے برطانیہ کے پی ٹی آئی کا صدر اور جہانگیر عرف چیکو پہلی مرتبہ کس پروگرام، کس سازش کے تحت مدینہ منورہ آئے تھے، شیخ رشید صاحب نے ایک دن پہلے کہہ دیا تھا کہ مدینہ میں ایسا ہوگا.....

تم حرم نبوی کی توہین کرنے کی پلاننگ کرتے ہو، سیاست کرو پاکستان میں کرو، تمہاری طاقت ہے تو پاکستان میں آؤ، پاکستان میں تو ہم نے تمہیں گردن سے اٹھا کر پھینک دیا اب باہر جا کر بدمعاشیاں اور شیطانی کرتے ہو، یہاں آؤ مقابلہ کرو ہم تمہیں دکھائیں گے کہ تمہاری اوقات کیا ہے؟.....

میرے محترم دوستو! اس فتنے سے الگ ہو جاؤ، ہم ہمدردی کے ساتھ آپ سے بات کر رہے ہیں کہ کوئی مسلمان پاکستان کی تباہی میں اس کے ساتھ شریک نہ ہو، ملک کی تباہی میں اس کے ساتھ کوئی تیار نہیں ہونا چاہئے، ہاں میں جانتا ہوں اور اتنا ضرور جانتا ہوں کہ ملک کے اندر ایک ایلیٹ کلاس ہے اشرافیہ، ان کے گھروں میں انٹیاں عمران کے جانے پہ آنسو بہا رہی ہے، بھئی آنسو نہیں ہے پتہ چلتا ہے کہ کون کون سے خاندان اور کون کون سے گھرانے ہیں جو اس بین الاقوامی نیٹ ورک کے ساتھ وابستہ رہے ہیں اور آج ان کے گھر میں ماتم ہے تو وہاں سے ہمیں پتہ چل رہا ہے کہ کس کس کی ماں مری ہے، اور ان شاءاللہ! ہم لڑیں گے اس بات کو چھوڑیں گے نہیں، ورنہ لوگ تو کہتے ہیں کہ اب آپ کی حکومت آگئی ہے اب آپ کو جلسہ کی کیا ضرورت ہے، ہم کہتے ہیں ''وقاتلوھم حتی لاتکون فتنہ'' فتنے سے لڑنا ہے، جب تک فتنے کو دفن نہیں کریں گے، جب تک سمندر برد نہیں کریں گے، ان شاءاللہ! یہ نظریہ، یہ پرچم، یہ حق بلند رہے گا، دوسو سال سے انگریزوں کے خلاف سربلند یہ پرچم لہراتا لہراتا آج پاکستان کے نوجوان کے ہاتھ میں ہے اور ان شاءاللہ! منزل حاصل کر کے رہے گا، اللہ ہمارا مددگار رہو، اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو، میں اس کامیاب جلسے پر ایک بار پھر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔''

بہرحال ہم بطور خیرخواہی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جو لوگ ان کے سحر میں آئے ہوئے ہیں، انہیں چاہئے کہ اپنے دین، ایمان، خصوصاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو مقدم رکھیں، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت اور آپ کی ناموس کا خیال نہ رکھے وہ نہ دنیا میں پنپ سکتا ہے اور نہ ہی آخرت میں نجات پا سکتا ہے۔ اس لئے پہلے اس کے کہ یہ لوگ کسی فتنہ کی شکل اختیار کریں، آپ اپنے دین و ایمان اور اپنی نسلوں کے ایمان کی حفاظت کی خاطر ان کے ایسے تمام کاموں سے کنارہ کش ہو جائیں، تاکہ ہم سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول یوم آخرت راضی رہیں۔ ان ارید الا الاصلاح ماستطعت وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمد و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام

علی من لانبی بعدہ!

جنوری کے دوسرے ہفتہ میں کانپور سے ایک نوجوان اس عاجز کے پاس آئے اور انہوں نے بتلایا کہ ان کے بعض عزیز قادیانی ہیں اور وہ دوسرے عزیزوں اور قرابت داروں سے بھی اس سلسلہ میں باتیں کرتے ہیں جس کی وجہ سے اور لوگوں کے بھی گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ انہوں نے مجھ سے خواہش کی کہ میں ان کے ساتھ چل کر انہیں سمجھانے کی کوشش کروں۔ میں نے ان سے کہا کہ جب آدمی کسی عقیدہ اور مذہب کو اختیار کر لیتا ہے اور لوگوں کو عام طور سے اس کے متعلق یہ بات معلوم ہوجاتی ہے تو میرا عام تجربہ اور اندازہ یہ ہے کہ پھر وہ ایک طالب اور متلاشی حق کی طرح سوچنے پر تیار نہیں ہوتا اور کسی بات پر انصاف اور سچائی کے ساتھ غور نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا حال یہ ہوجاتا ہے کہ اس کے عقیدہ اور مذہب کے خلاف خواہ کیسی ہی روشن دلیلیں پیش کردی جائیں۔ لیکن وہ ان سے اثر نہیں لیتا اور اپنی بات پر قائم رہنا چاہتا ہے۔ اس لئے آپ کے جو عزیز قادیانیت اختیار کر چکے ہیں ان سے تو مجھے کوئی خاص امید نہیں۔ لیکن جو لوگ ابھی قادیانی ہوئے نہیں ہیں اور وہ غور کرنا چاہتے ہیں تو انشاء اللہ ان کے لئے میرا بات کرنا مفید ہوگا۔

بہرحال میں ان صاحب کے ساتھ کانپور چلا گیا اور ایک مختصر نجی مجلس میں جس میں غالباً دس بارہ حضرات ہوں گے۔ اس موضوع پر گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔

میں نے مناسب سمجھا کہ اس موقع پر قادیانیت کے متعلق ایک اصولی گفتگو کروں اور اس تحریک کے بارہ میں غور کرنے کا میرے نزدیک جو صحیح، سیدھا اور آسان راستہ ہے۔ بس اسی کو اس موقع پر پیش کروں۔ اس مقصد کے لئے میں نے خود مرزا غلام احمد قادیانی کی دوچار کتابوں کا ساتھ رکھ لینا کافی سمجھا تھا اور وہ میرے ساتھ تھیں۔

جو گفتگو اس عاجز نے اس مجلس میں کی وہ بحث ومناظرہ کے طرز کی نہ تھی اور اس کی نوعیت وعظ وتقریر کی بھی نہ تھی۔ بلکہ ایک مجلسی گفتگو تھی جس کا مقصد جیسا کہ عرض کیا صرف یہی تھا کہ جو لوگ قادیانیت کے بارہ میں غور کرنا چاہیں ان کے سامنے صحیح طریقہ اور سیدھا راستہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل ہے کہ اس نے قادیانیت کی حقیقت اور قادیانیوں کی گمراہی کو سمجھنا ہر اس شخص کے لئے بڑا آسان کردیا ہے جو نیک نیتی اور ایمان داری سے سمجھنا چاہے اور اس کے لئے صحیح اور سیدھا راستہ بھی اختیار کرے۔ نہ اس کے لئے بڑے علم کی ضرورت ہے نہ بڑی ذہانت کی۔ بلکہ معمولی سے معمولی عقل رکھنے والا آدمی بھی اگر سمجھنا چاہے تو بفضلہ تعالیٰ خوب سمجھ سکتا ہے۔

چونکہ مختلف مقامات سے اس کی اطلاعات مل رہی ہیں کہ قادیانی تحریک جو ملک کی تقسیم کے بعد سے بلکہ اس سے بھی کچھ پہلے سے ہندوستان میں ختم سی ہوچکی تھی۔ اب پھر اس کو زندہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ادھر چند مہینوں سے قادیانی مبلغین کچھ سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ اس لئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اس عاجز نے اس مجلس میں کہا تھا اس کو قلمبند کر کے شائع بھی کردیا جائے۔ تاکہ قادیانیت کے بارے میں غور کرنے کا یہ صحیح اور سیدھا اور مختصر طریقہ زیادہ سے زیادہ عام مسلمانوں کے علم میں آجائے اور اس نئے مذہب کی حقیقت کو سمجھنا سمجھانا لوگوں کے لئے آسان ہوجائے۔

اگرچہ واقعہ یہ ہے کہ پروفیسر الیاس برنی نے (اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے) ”قادیانی مذہب“ لکھ کر قادیانیت کے سلسلہ میں کچھ لکھنے کی ضرورت کو میرے نزدیک ہمیشہ کے لئے ختم کردیا ہے اور یہ عاجز اب اس سلسلہ میں کسی نئی تحریر اور تصنیف کی قطعاً ضرورت نہیں سمجھتا۔ لیکن یہ گفتگو چونکہ بہت مختصر ہونے کے ساتھ بہت زیادہ عام فہم اور اپنے مقصد کے لئے انشاء اللہ بالکل کافی وافی

ہے۔ اس لئے اس کو شائع کرنا مفید معلوم ہوا۔ امید ہے کہ اس کی روشنی میں غور کرکے ہر شخص یہ جان سکے گا کہ قادیانیت کتنی غلط اور مہمل چیز ہے اور کسی شخص کا قادیانی ہونا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مسیح موعود وغیرہ ماننا دینی اور اعتقادی گمراہی کے علاوہ اپنی عقل اور انسانی شرافت پر بھی کیسا ظلم ہے۔

تکمیل دین اور ختم نبوت:

اس گفتگو میں اس عاجز نے پہلے تکمیل دین اور ختم نبوت کے مسئلہ پر کچھ روشنی ڈالی تھی۔ کم از کم اجمالاً اور اشارتاً اتنا یہاں بھی بتلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اپنی گفتگو کے اس ابتدائی حصہ میں اس عاجز نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی تکمیل اور اس کی حفاظت کی ضمانت کے بارہ میں قرآن مجید کا بیان اور تاریخ کی شہادت ذکر کرنے کے بعد اس چیز پر روشنی ڈالی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان دونوں باتوں کا اعلان فرما کر ہمیشہ کے لئے ہر نبوت کی ضرورت کے ختم ہوجانے کا اعلان فرمادیا۔ کیونکہ جب دین: ’’**الیوم اکملت لکم دینکم** (المائدہ:۳)‘‘ کی شہادت کے مطابق بالکل مکمل ہوچکا اور اس میں اب کبھی کسی ترمیم اور اضافہ کی ضرورت نہیں ہوگی اور ’’**انا لہ لحافظون** (الحجر:۹)‘‘ کے مطابق وہ جوں کا توں قیامت تک محفوظ بھی رہے گا تو کوئی نیا نبی اب آئے کیوں؟۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں صراحتاً حضور کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان بھی فرمادیا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی حدیثوں میں جن کا شمار بھی مشکل ہے اپنی اس حیثیت کو صاف صاف بیان فرمایا کہ نبوت کا سلسلہ مجھ پر ختم کردیا گیا اور میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور پھر پوری امت محمدیہ کا ہمیشہ سے یہی ایمان اور یہی عقیدہ رہا اور جس زمانہ میں کسی نے اپنے کو نبی کہا اس کے متعلق کبھی کچھ غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ بلکہ جس طرح خدائی کے دعویداروں کو کذاب سمجھا گیا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو امت نے کذاب سمجھا۔

تکمیل دین اور ختم نبوت کے سلسلے میں میں نے اس مجلس میں بس انہی چند پہلوؤں پر کلام کیا تھا اور اس کا خلاصہ بس اتنا ہی تھا۔

البتہ ختم نبوت کے متعلق یہ اصولی بات کہنے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی جانچ کے متعلق جو کچھ وہاں کہا تھا اس کو تلخیص واختصار کی کسی کوشش کے بغیر اسی تفصیل سے درج کرتا ہوں اور وہی دراصل قادیانیت کے متعلق اصل بحث ہے۔

جو کچھ میں نے وہاں اس سلسلہ میں کہا تھا اس کو پہلے سے ذہن میں مرتب کرلیا تھا اور کاغذ پر بھی نوٹ کرلیا تھا اور اسی کی مدد سے اب اس کو قلمبند کررہا ہوں۔

اگر تکمیل افادیت کے نقطۂ نگاہ سے کوئی ایسی بات لکھنا مناسب سمجھوں گا جو اس مجلس میں نہیں کہی تھی تو انشاء اللہ موقع پر اس کو حاشیہ میں لکھ دوں گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی جانچ:

مجلس کے حاضرین میں جو چند قادیانی حضرات تھے میں نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: آپ حضرات کو جیسا کہ میری اب تک کی گفتگو سے معلوم ہوا واقعہ یہ ہے کہ ختم نبوت ہمارے ایمان کا جز ہے۔ لیکن میں تھوڑی دیر کے لئے اس سے صرف نظر کرکے کہتا ہوں کہ اگر بالفرض نبوت ختم نہ ہوئی ہوتی اور انبیاء علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ جاری ہوتا تب بھی مرزا غلام احمد قادیانی جیسے کسی شخص کے نبی ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ میں اس وقت آپ حضرات کے سامنے چار اصولی باتیں پیش کرتا ہوں۔ ان کی روشنی میں ہر شخص مرزا قادیانی کو بڑی آسانی سے جانچ سکتا ہے اور میرے نزدیک قادیانیت پر غور کرنے کا یہی صحیح اور سیدھا اور آسان ترین راستہ ہے۔ جو چار اصولی باتیں میں اس وقت آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ دو اور دو چار کی طرح بالکل بدیہی اصول ہیں۔

چار اصولی باتیں:

پہلی بات: میری پہلی اصولی بات جس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا یہ ہے کہ ہر سچے نبی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے سے پہلے سب نبیوں کا احترام کرے اور دوسرے لوگوں کو بھی ان کے ادب واحترام کی تعلیم دے۔ کیونکہ ہر پیغمبر اللہ کا نائب اور اس کا نمائندہ ہوتا ہے۔ کسی پیغمبر کی اہانت اور ہتک کرنا کسی ادنیٰ درجہ کے مومن کا بھی کام نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کو ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے سچے اور جلیل القدر نبی سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بڑی غیر شریفانہ باتیں کہی اور لکھی ہیں۔ چونکہ یہ مجلس بحث ومناظرہ کی مجلس نہیں ہے اور میں آپ حضرات کو قادیانیت کے متعلق غور کرنے کا صرف طریقہ اور راستہ بتانا چاہتا ہوں۔ اس لئے مرزا قادیانی کی صرف ایک عبارت بطور نمونہ پیش کرتا ہوں:

وہ اپنی کتاب (دافع البلاء ص۴ حاشیہ، خزائن

ج۱۸ص۲۲۰) پر لکھتے ہیں: ”مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ کے دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے جسم کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام پر چند تہمتیں رکھی ہیں۔ اول یہ کہ وہ شراب پیتے تھے۔ دوم یہ کہ وہ فاحشہ اور بدکار عورتوں سے ان کی ناپاک کمائی سے حاصل کیا ہوا عطر اپنے سر پر ملواتے تھے اور ان کے ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اپنے بدن کو چھواتے تھے۔ تیسرے یہ کہ بے تعلق جوان عورتیں ان کی خدمت کرتی تھیں۔

یہ ناپاک تہمتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے پاک پیغمبر پر رکھنے کے بعد یہ شخص یہ بھی لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق حصور کا لفظ انہی قصوں کی وجہ سے نہیں فرمایا جو گندی ناپاک تہمتیں اس ظالم نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائیں یہ ان کو قرآن پر اور اللہ تعالیٰ پر بھی تھوپتا ہے۔ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ہی باتوں کی وجہ سے ان کو قرآن میں حصور نہیں کہا۔ کیونکہ حصور کے معنی ہیں اپنی خواہش نفس کو روکنے والا۔ ”سبحانہ وتعالیٰ عما یقولون علواً کبیرا (اسرا:۴۳)“

حالانکہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن پاک میں حصور نہ کہنے سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ معاذ اللہ یہ گندے قصے اس کا سبب ہیں تو پھر تمام جلیل القدر پیغمبروں، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خود سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہ ظالم یہی کہے گا۔ کیونکہ قرآن مجید میں ان حضرات کے لئے بھی حصور کا لفظ کہیں استعمال نہیں کیا گیا۔ یہ ہے اس شخص کی قرآن دانی کا نمونہ جس کو اس کے امتی اس کا سب سے بڑا معجزہ کہتے ہیں۔

یہ گندی باتیں جو اس شخص نے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہی ہیں مجھے معلوم نہیں کہ آپ لوگوں کا احساس ان کے متعلق کیا ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ نبی کا مقام تو بہت بلند ہے۔ کسی شریف اور نیک آدمی کے متعلق بھی ایسی باتیں کرنا یقیناً اس کی سخت توہین ہے اور جس شخص میں ایمان کا کوئی ذرہ ہو وہ اللہ کے کسی پیغمبر کے متعلق ایسی گندی اور بے حیائی کی باتیں زبان سے نہیں نکال سکتا۔

قادیانی تاویل: میں خود ہی آپ کو یہ بھی بتلادوں کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو ایسی غیر شریفانہ باتیں اپنی کتابوں میں لکھی ہیں۔ قادیانی حضرات ان کے متعلق عام طور سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ سب عیسائی پادریوں کے مقابلہ میں الزامی طور پر لکھا گیا ہے۔ لیکن یہ محض دھوکہ اور بناوٹ ہے۔ خصوصاً میں نے اس وقت جو عبارت پڑھ کر سنائی ہے وہ دافع البلاء کی ہے اور دافع البلاء کے مخاطب زیادہ تر علمائے اسلام ہیں۔ جس کا جی چاہے پوری کتاب پڑھ کر دیکھ لے۔ اس کے علاوہ جو گندی اور فحش باتیں انہوں نے اس عبارت میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کی ہیں وہ تو ان کے نزدیک (معاذ اللہ) ایسے سچے اور واقعی قصے ہیں کہ اللہ نے انہی کی وجہ سے قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حصور کے خطاب سے محروم رکھا اور وہ قرآن میں حضرت عیسیٰ کا نام حصور نہ رکھنے کو ان گندی تہمتوں کے ثبوت کے طور پر پیش کررہے ہیں۔ پس اس کو پادریوں کے مقابلہ کا صرف الزامی جواب کیسے کہا جاسکتا ہے؟

بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ دافع البلاء کی اس عبات سے یہ بات بھی واضح طور پر معلوم ہوگئی کہ اس شخص نے یعنی مرزا قادیانی نے اگر کسی کتاب میں عیسائیوں کے مقابلہ میں بھی ایسی باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہی ہیں تو وہ صرف الزامی نہیں ہیں، بلکہ یہ ان کے اپنے خیالات اور اپنے دعوے ہیں۔

میں مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قریب قریب یہی گندی باتیں اس سے بھی زیادہ نامہذب اور گندے الفاظ میں ضمیمہ انجام آتھم میں لکھی ہیں۔ اگرچہ اس قسم کی چیزوں کا پڑھنا اور سننا ہر مسلمان کے لئے تکلیف دہ ہے۔ لیکن چونکہ آپ کو اس کی ضرورت ہے۔ اس لئے میں اس کو بھی پڑھے دیتا ہوں۔ لکھتے ہیں کہ:

”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا، مگر شاید یہ بھی

خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے (یعنی رنڈیوں سے پنجابی حضرات رنڈی کو کنجری بولتے ہیں۔ چونکہ یوپی کے اکثر لوگ اس محاورے کو جانتے نہیں ہیں۔اس لئے اس مجلس میں یہ عبارت پڑھتے وقت یہ تشریح کردی گئی تھی) میلان اور صحبت بھی شاید اس وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷، حاشیہ خزائن ج۱۱ص۲۹۱)

اس عبارت میں بھی مرزا قادیانی نے وہی باتیں کہی ہیں جو دافع البلاء سے میں ابھی آپ کو سناچکا ہوں۔ بلکہ یہاں کا طرز بیان اور زیادہ غیر شریفانہ اور سوقیانہ ہے اور سچی بات یہ ہے کہ کتاب کو زمین پر پٹک دینے کو جی چاہتا ہے۔

میں جانتا ہوں کہ ضمیمہ انجام آتھم کی اس عبارت کے خاص مخاطب بعض عیسائی پادری ہیں۔لیکن دافع البلاء کی عبارت پڑھنے کے بعد ضمیمہ انجام آتھم کی اس عبارت کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ صرف الزامی باتیں ہیں جو عیسائیوں کے یسوع کے حق میں کہی گئی ہیں۔ کیونکہ دافع البلاء سے معلوم ہو چکا کہ واقعہ میں وہ عیسیٰ علیہ السلام کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ بلکہ قرآن پاک کو اور خدا کو بھی اپنی گواہی میں لاتے ہیں۔ اسی لئے میں نے اس سلسلہ میں آپ حضرات کے سامنے دافع البلاء کی عبارت پیش کرنے کا ارادہ کیا تھا۔انجام آتھم کے ضمیمہ کی یہ عبارت تو میں نے صرف اس لئے پڑھ دی کہ اس میں وہی بات زیادہ گندے طریقہ پر کہی گئی ہے اور دافع البلاء کی عبارت نے اس کی تصدیق کردی ہے کہ یہ صرف الزامی باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کے یہ دعوے ہیں۔

بہر حال یہ آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ مرزا قادیانی نے ان عبارتوں میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کیسی گندی اور اہانت آمیز باتیں کہی ہیں۔ پس ایسا شخص نبی کیا معنی؟ صاحب ایمان بھی نہیں ہوسکتا ہے۔ بلکہ شرافت وتہذیب کے عام معیار کے مطابق اس کو ایک شریف اور مہذب انسان بھی نہیں کہا جاسکتا۔

اس موقع پر حاضرین مجلس میں سے کسی صاحب نے پوچھا کہ آپ بتلاسکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایسی باتیں کیوں لکھیں؟

میں نے کہا...... میرے نزدیک اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا ایک اہم دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسیح موعود ہیں۔ یعنی حدیثوں میں آخر زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کی جو خبریں دی گئی ہیں وہ ہی ان کے مصداق ہیں اور اپنی شان میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے بہت بڑھے ہوئے ہیں اور بعض خاص مشابہتوں اور مناسبتوں کی وجہ سے حدیثوں میں مجازاً ان ہی کو عیسیٰ اور مسیح کہا گیا ہے۔لیکن اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں ان کی سیرت اور ان کا کردار گھٹیا نہ ہو۔ بلکہ بلند اور بڑھیا ہو تو میرا خیال ہے کہ وہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کو اس لئے گرانا چاہتے ہیں کہ اپنے بے وقوف معتقدوں کو یہ باور کراسکیں کہ سیرت اور کردار کے لحاظ سے مسیح ناصری کے مقابلہ میں، میں بلند ہوں۔

مرزا قادیانی کا مشہور شعر بھی ہے کہ:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(جاری ہے)

حسد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دو شخصوں کے سوا کسی پر ''حسد'' کرنا جائز نہیں: ایک وہ شخص کہ جس کو حق تعالیٰ شانہ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی ہو اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہو اور دوسرا وہ شخص کہ جس کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے مال ودولت کی فراوانی عطا فرمائی ہو اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہو۔''

(صحیح بخاری، ج:۹ ص:۱۵۴، جامع ترمذی، ج:۴ ص:۳۳۰)

امام اصمعیؒ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے بنو عذرہ نامی قبیلہ میں ایک اعرابی (بدو) کو دیکھا جس کی ایک سو بیس سال عمر تھی، میں نے اس سے پوچھا کہ تمہاری اتنی لمبی عمر کا راز کیا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ: میں نے حسد کرنا چھوڑ دیا ہے، اس لئے ابھی تک باقی (زندہ) ہوں۔'' (المجالسۃ وجواہر العلم، ج:۳ ص:۵۲)

سودی نظام کے بارے میں

عدالتی فیصلہ اور دینی جماعتوں کی سرگرمیاں

حضرت مولانا زاہدالراشدی مدظلہ

سودی نظام کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کے تاریخی فیصلہ کے حوالہ سے جوں جوں آ گاہی بڑھ رہی ہے دینی حلقوں کے ساتھ ساتھ دیگر طبقات بالخصوص ماہرین معیشت اور تاجر برادری میں بھی بیداری کا ماحول پیدا ہو رہا ہے اور دوسری جماعتوں کے ساتھ ساتھ تحریکِ انسدادسود اور پاکستان شریعت کونسل کی سرگرمیوں میں تسلسل کی فضا بن رہی ہے۔

۱۰رمئی کو جماعت اسلامی کی دعوت پر منصورہ میں دینی جماعتوں کے راہنماؤں اور ماہرینِ معیشت کا بھرپور مشترکہ اجلاس جناب سراج الحق کی صدارت میں ہوا جس میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کا پرجوش خیرمقدم کرتے ہوئے اس پر عملدرآمد کے لئے منظّم جدوجہد کا طریق کار طے کیا گیا۔ گزشتہ ماہ اپریل کے دوران متحدہ علماء کونسل کے زیراہتمام آسٹریلیا مسجد لاہور میں مختلف دینی مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام کا مشترکہ اجلاس مولانا عبدالرؤف ملک کی صدارت میں منعقد ہوا تھا جس میں وفاقی شرعی عدالت کے متوقع فیصلے کے حوالے سے حکمتِ عملی پر غور کیا گیا تھا۔ جبکہ پاکستان شریعت کونسل کی دعوت پر ۷رمئی کو گوجرانوالہ، ۸رمئی کو سیالکوٹ، ۱۱رمئی کو اسلام آباد اور ۱۲رمئی کو مری میں علماء کرام کے اجلاس ہوئے جن میں سودی نظام کے خاتمہ کے لئے جدوجہد کو مؤثر بنانے کا فیصلہ کیا گیا اور راقم الحروف کو ان اجلاسوں میں شرکاء کو صورتحال پر بریفنگ دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۲رمئی کو مری میں پاکستان شریعت کونسل کے سالانہ مرکزی مشاورتی اجلاس کی رپورٹ مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا عبدالرؤف محمدی کے قلم سے درج ذیل ہے۔

”اسلام آباد (۱۳رمئی ۲۰۲۲ء) وفاقی شرعی عدالت کا سودی نظام کے خلاف فیصلہ خوش آئند ہے، اس پر عملدرآمد یقینی بنایا جائے۔ حکومت نے فیصلے کے خلاف اپیل میں جانے کی غلطی کی تو ملک گیر احتجاجی مہم چلائیں گے۔ فیصلے کے حق میں چاروں صوبوں، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان میں سیمینارز کا انعقاد کریں گے اور وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں ایک بڑا کنونشن منعقد کیا جائے گا۔ گھریلو تشدد بل، وقف املاک ایکٹ، جبری قبولِ اسلام اور اس جیسے دیگر قوانین کے خلاف پاکستان شریعت کونسل نے بھرپور اور توانا آواز بلند کی۔ افغانستان کے عوام کے ساتھ یکجہتی کی مہم بھی مؤثر رہی، انتخابی اور گروہی سیاست سے الگ رہتے ہوئے تمام طبقات اور مکاتبِ فکر کو ساتھ ملا کر فکری بیداری، لابنگ اور شعور وآگہی پیدا کرنے کی جدوجہد آئندہ بھی جاری رہے گی، ان شاءاللہ تعالیٰ۔

ان خیالات کا اظہار پاکستان شریعت کونسل کے مرکزی رہنماؤں مولانا مفتی محمد رویس خان ایوبی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالقیوم حقانی اور دیگر حضرات نے مدرسہ عربیہ اسلامیہ (سنی بینک، مری) میں کونسل کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اجلاس میں کونسل کی گزشتہ سال کی کارکردگی رپورٹ پیش کی گئی جبکہ آئندہ سال کے اہداف متعین کئے گئے۔ شریعت کونسل کے قائدین نے ان سرگرمیوں پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مثبت معاشرتی اقدار کے فروغ، قومی خودمختاری کی پاسداری، ملک میں آئین کی اسلامی شقوں کے عملی نفاذ، مسلم تہذیب و ثقافت کے تحفظ، اور مثالی اسلامی معاشرے کے قیام کے لئے کوششوں کا تسلسل جاری رہے گا۔ انہوں نے سودی نظامِ معیشت کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کا خیرمقدم کرتے ہوئے کہا کہ اب اگر اس فیصلے کے نفاذ کی راہ میں روڑے اٹکائے گئے تو بھرپور احتجاج کریں گے۔ اور اگر کوئی بھی مالیاتی ادارہ فیصلے کے خلاف اپیل میں گیا تو

ملک بھر میں اس کے بائیکاٹ کی مہم چلائیں گے۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان میں سیاسی منافرت، افراتفری، طعن وتشنیع اور گالم گلوچ کا موجودہ ماحول کسی المیے سے کم نہیں، سیاسی قائدین کو اپنے اقوال وافعال سے نسل نو کی اخلاقی تربیت کا سامان کرنا چاہیے۔

شریعت کونسل کے رہنماؤں نے مطالبہ کیا کہ افغانستان میں امارتِ اسلامیہ کی حکومت کو فوری تسلیم کیا جائے اور ان کی معاشی و مالی معاونت کر کے وہاں کسی نئے انسانی المیہ کو جنم لینے سے روکا جائے۔

اجلاس میں شریعت کونسل کی قانونی ٹیم کے رکن مولانا ذوالفقار گل ایڈووکیٹ نے سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر بریفنگ دی۔ اجلاس میں مری کے ممتاز عالم دین مولانا قاری سعید عباسی اور وفاق المدارس کے مرکزی ترجمان مولانا عبدالقدوس محمدی نے خصوصی طور پر شرکت کی، جبکہ مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا عبدالرؤف محمدی، مولانا ڈاکٹر حافظ محمد سلیم، مولانا ثناء اللہ غالب، مولانا قاسم عباسی، مولانا عبدالحفیظ محمدی، مولانا حافظ علی محی الدین، قاری محمد عثمان رمضان، مفتی جعفر طیار، سعید احمد اعوان، حافظ منیر احمد، صاحبزادہ نصر الدین خان عمر، مولانا غلام رسول ناصر، مولانا محمد عبداللہ عباسی، مولانا حق نواز عباسی، مولانا محمد حسان اور دیگر علماء کرام بھی شریک ہوئے۔''

اس دوران جو اہم امور سامنے آئے ان میں سے چند ایک کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے:

☆...... وفاقی شرعی عدالت کا یہ فیصلہ دو حوالوں سے بہت جامع اور بھرپور ہے۔ ایک تو یہ کہ غیر سودی نظام پر عمل کے حوالہ سے جو شکوک و شبہات اور سوالات گزشتہ فیصلوں کے خلاف اپیل میں اٹھائے گئے تھے ان سب کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لے کر سب اشکالات کا تشفی بخش جواب دیا گیا ہے۔

☆...... دوسرا یہ کہ یہ فیصلہ صرف بینکاری کے نظام کو سود سے پاک کرنے کے حوالے سے نہیں بلکہ اس میں ملکی نظام معیشت کے تمام شعبوں کو پانچ سال تک عملی طور پر سود سے پاک کر دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں دلچسپ بات یہ سامنے آئی کہ جن مالیاتی اداروں نے غیر سودی نظام کے ناقابل عمل ہونے کے سوال پر سپریم کورٹ کے سابقہ فیصلہ کے خلاف اپیلیں دائر کر رکھی تھیں خود انہوں نے اپنے بینکوں میں غیر سودی بینکاری کے کاؤنٹر کھول رکھے ہیں جن کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ وہ پوری طرح کامیاب جا رہے ہیں۔ اس پر ان سے پوچھا گیا کہ جب وہ خود اپنے اداروں میں غیر سودی بینکاری کے کامیاب ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں تو ملکی معیشت کے بارے میں ان کے اس دعوے میں کیا وزن رہ جاتا ہے کہ یہ قابل عمل نہیں ہے تو ان اپیل کنندگان کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔

۱۴ر مئی کو جامعہ صدیق اکبر ٹنڈو اللہ یار کی دعوت پر ان کے سالانہ جلسہ میں شریک ہونے کے بعد میں کراچی اور حیدر آباد کے سرکردہ بزرگوں سے تحریک انسداد سود کے بارے میں گفتگو کے لئے دو تین دن رکوں گا اور واپسی پر قارئین کی خدمت میں پھر اس حوالہ سے کچھ گزارشات پیش کر سکوں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(روزنامہ اسلام لاہور، ۱۴ر مئی ۲۰۲۲ء)

ملفوظ...... حضرت مولانا میاں سیّد اصغر حسین محدثؒ

فرماتے ہیں: (۱) کبر اور خود پسندی ایک قلبی امر ہے، جس کا اثر یہ ہے کہ آدمی کو اپنی رائے یا اعتقاد کے مقابلہ میں امر حق کو قبول کرنے سے نفرت ہوتی ہے۔ (۲) دوسروں کے اعتقاد و خیال، رائے و قیاس، صورت و لباس کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ (۳) شرعی ضرورت کے بغیر دوسروں کی برائی یا عیب و نقص کی بات بیان کرتا ہے یا رغبت سے سنتا ہے، کبھی ظاہر میں کہہ بھی دیتا ہے کہ غیبت نہ کرو۔ مجھ کو اچھی نہیں لگتی، لیکن اندر سے دل یہی چاہتا ہے کہ میری بات نہ مانے، بلکہ اپنی بات سنائے جائے۔ (۴) تواضع کا کوئی کام کر کے یہ خیال کرنا کہ میں نے تواضع اختیار کی ہے، یہ بھی تکبر کی علامت ہے۔ (۵) اپنی شہرت کے اسباب اختیار کرنے والا اور گمنامی سے بچنے والا ہر وقت عرفی وقار کی فکر رکھنے والا آدمی بھی متکبر ہے۔ اپنی اصلاح کے واسطے ایک متفکر کے لئے اپنے اندر اس علامت کو محسوس کرنا مشکل نہیں۔ (۶) اپنے ساتھ امتیازی معاملہ چاہنے والا یعنی گفتگو کرنے میں، بٹھانے اٹھانے میں اور دیگر لین دین کے معاملات میں اگر اس کی حیثیت کے مطابق کوئی معاملہ نہیں کرتا تو اس کا دل تنگ ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دل کی تنگی کی وجہ اپنی حیثیت پر نظر ہی ہے اور یہ تکبر ہی ہے۔

ائمہ مساجد اور اصلاحِ معاشرہ

اہمیت، ضرورت

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا عبدالمتین

درسِ فقہ:

فقہ، قرآن وحدیث کے فہم کا نچوڑ اور فقہ میں ان تمام عملی پہلوؤں کا تفصیلی تذکرہ ہے، جن کا تعلق ہماری روزمرہ کی زندگی سے ہے، جس میں طہارت سے لے کر جنائز اور خرید وفروخت سے لے کر وصیت تک کی تفصیلی ہدایات ہیں، جن سے آج ہماری قوم بے خبر ہے اور وہ ائمہ سے دو چار مسائل پوچھ کر بقیہ تمام تفصیلات کے لئے رسم و رواج اور عدالتوں کا رخ کرتے ہیں، جو ان کی درست رہنمائی تو دور الٹا ان کو مالی بحران کا شکار کر دیتے ہیں۔ ایسے میں ائمہ مساجد دردِ دل کے ساتھ ان کے سامنے ان تفصیلات کو حکمت، بصیرت اور ضرورت کے مطابق پیش کریں۔

درسِ سیرت:

سیرت کتبِ حدیث کا ایک دلچسپ اور تاریخی پہلو ہے، جس کی آج کے مادّی دور میں ضرورت بڑھتی جارہی ہے، کیونکہ تاریخ ایک ایسا فن ہے جو اقوام کو اپنے ماضی سے سبق سیکھ کر زندگی گزارنے کا درست راستہ سمجھاتا ہے اور اپنی تراث سے جڑے رہنے کا حوصلہ پیدا کرتا ہے۔ ضروری ہے کہ امت کو اس کی عظیم اور لاثانی تاریخ سے جوڑا جائے، تاکہ بدگمانی اور مایوسی کا موقع ہی پیدا نہ ہوسکے۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے درج ذیل ترتیب بہت مفید رہے گی:

۱- درسِ سیرت النبی

۲- درسِ سیرتِ خلفائے راشدین

۳- درسِ سیرت محدثین وفقہاء

۴- درسِ سیرت اصحابِ دعوت وعزیمت

درسِ حفظِ حدیث:

چونکہ احادیث کے کلمات نہایت بابرکت ہوتے ہیں، لہٰذا ''جوامع الکلم'' کے اسلوب میں جتنی احادیث ہیں ان کے حفظ کا اہتمام کرایا جائے، تاکہ احادیث کے ساتھ والہانہ شوق و محبت کے تار مزید مضبوط ہوجائیں۔ اس کے لئے حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندی کی ''جوامع الکلم'' نامی کتاب سے خوب مدد لی جاسکتی ہے، جس سے روزانہ ایک حدیث بہ آسانی یاد کر کے سنائی جاسکتی ہے۔

درسِ حدیث مختصر:

اس طرح کے دروس بہت مختصر مگر بے حد مفید ثابت ہوتے ہیں اور بہت جلد ذہن نشین ہو جاتے ہیں اور ان کے لئے نہ زیادہ وقت صرف ہوتا ہے نہ زیادہ محنت، جب کہ نتائج کے اعتبار سے یہ درسی انداز نہایت مؤثر ثابت ہوتا ہے۔

دروس کی تیاری:

۱- دروس کے حوالے سے یہ بات ذہن نشین رہے کہ دروس کی تیاری میں بھرپور مطالعہ اور تحقیق سے کام لیا جائے، کوئی بات بلاتحقیق بیان نہ کی جائے۔

۲- وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھا جائے، اگر آپ کا وقت ۸ بجے شروع ہوتا ہے تو یہ نہ دیکھا جائے کہ مجمع کتنا ہے، بلکہ اگر صرف دو مخلص نمازی موجود ہوں تب بھی درس پورے ۸ بجے شروع کیا جائے اور درس کے ختم ہونے کا وقت ۸-۳۰ ہے تو بروقت ختم کیا جائے (چاہے اس دوران جمِ غفیر ہی جمع کیوں نہ ہو) اس طرح سامعین کو ہمیشہ اس بات کا اطمینان رہے گا کہ ہم سے زیادہ وقت نہیں لیا جارہا اور اس طرح وہ درس میں بروقت حاضری کا اہتمام کرپائیں گے اور مستقل شرکت کے خواہش مند رہیں گے اور اگر اوقات کی پابندی نہ کی گئی تو بہت سے شائقین بھی مستقل شرکت کے اہل نہیں بن سکیں گے، بلکہ وہ ہمیشہ شش وپنج کا شکار رہیں گے کہ نہ جانے ہمیں کس وقت تک مصروف رکھا جائے گا اور اس طرح اگلی بار ان کی مجبوری ان کے جذبے پر غالب آجائے گی اور وہ غیر حاضر رہے گا، اس طرح سے نہ وہ اپنا معمول ترتیب دے پائے گا اور نہ ہی دروس میں جاری مستقل سلسلوں کو ٹھیک سے سمجھ پائے گا۔

۳- جو ساتھی درس میں غیر حاضر ہوں ان سے حال احوال کے ساتھ درس میں غیر حاضری سے متعلق بھی پیار سے تنہائی میں پوچھا جائے،

کیونکہ اس طرح کے درس میں بروقت اور مستقل حاضری ضروری ہوتی ہے، ورنہ ادھوری بات ادھوری سمجھنے سے نقصان رہے گا۔

یہ تمام کام یقیناً وقت طلب اور دیرپا ہیں اور بھرپور مستقل مزاجی اور عزیمت کا راہی بنے بغیر بہت مشکل ہے، البتہ ائمہ کرام اس کام کو مضبوط کرنے کے لئے اپنے علاقے میں موجود دیگر فضلاء کی خدمات بھی لے سکتے ہیں، اس طرح ان میں تجربہ، مطالعہ، تحقیق اور دعوت کا جذبہ پیدا ہوگا۔

تزکیہ:

مقاصدِ بعثت میں سے ایک اہم اور تمام مقاصد پراثر انداز ہونے والی شق ”تزکیہ کا عمل“ ہے، جسے ہم اپنی زبان میں تربیت کا نام دیتے ہیں اور تزکیہ کا عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ کام کو درست نیت اور درست جگہ، بروقت اور درست طریقے سے انجام دینے کا کیا طریقہ ہے؟

انسانی جسم چونکہ ظاہری گوشت پوست کا نام نہیں، بلکہ اس کی تکمیل روح سے مل کر ہوتی ہے اور یہ تکمیل انسان کے ظاہر و باطن دونوں کو اصلاح کے عمل سے گزارتی ہے، جس طرح ظاہر بیمار ہوتا ہے، اسی طرح باطن کو بھی بیماری لگتی ہے۔ اگر باطن بیمار ہے تو ظاہر کی درستگی کسی کام نہیں آتی۔ تزکیہ دراصل انسانی جسم میں موجود اسی روح کی تربیت کا عمل ہے اور اسی کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے قلوب کو مجلّٰی و مصفّٰی فرمایا، جس کے بعد ان کے لئے دنیا کی حقیقت اور آخرت کی اہمیت کو سمجھنا آسان ہوگیا تھا۔ تربیت کا یہ عمل امت میں طویل زمانہ تک جاری رہا، جس کے ذریعے علماء و صلحاء کی ایک بڑی جماعت تیار ہوئی جس نے اپنے معاشرے کے عام فرد سے لے کر وقت کے حکمرانوں تک اصلاح کا پیغام پہنچایا۔ اسی فارمولے کو استعمال فرما کر ریاستی ظلم و جبر کو قابو کیا اور یہی اصحابِ عزیمت تھے جنہوں نے وقت کی جابر تحریک تاتاریوں کو بھی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔

اسی طرح مجدد الفِ ثانیؒ اور شاہ ولی اللہؒ کی مساعی بھی ہمیں اسی جانب متوجہ کرتی ہیں، جنہوں نے اپنے وقت کی بڑی بڑی طاقتوں پر محنت فرمائی، جس کا صلہ آج تک ہم دیکھتے آرہے ہیں۔

بہت افسوس کے ساتھ ماننا پڑے گا کہ امت میں تزکیہ کا عمل جب تک ترجیحی بنیادوں پر جاری رہا، تب تک ہمارے معاشرے کے ہر فرد میں امانت وصداقت کے آثار موجود رہے، لیکن جب سے ہماری ترجیحات بدل گئیں اور ہم نے نہ اپنی اصلاح کی جانب توجہ کی اور نہ ہی اپنے معاشرے کی، تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج معاشرہ بدترین صورت حال سے دوچار ہے، جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ امت اس تصورِ دین کو ماننے کو ہی تیار نہیں جو دینِ اسلام کا اہم تصور ہے۔ تزکیہ کا عمل نہ ہونے کے برابر ہے، والدین، اساتذہ، سرپرست اور حکمران سب کے سب مادی وسائل کے جمع کرنے پر زور دے رہے ہیں، حالانکہ آپ کا واضح فرمان ہے: ”کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ۔“ (مسلم)

ترجمہ: ”تم میں سے ہر شخص حکمران ہے، اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔“

جس کا تقاضا یہ تھا کہ یہ تمام ذمہ دار اپنے ماتحتوں کی نگرانی و تربیت کا خاص اہتمام کرتے۔

تزکیہ اور اصلاحِ معاشرہ:

ضرورت ہے کہ ائمہ مساجد اپنے تمام مقتدیوں کا تزکیہ اور ان کی تربیت کے لئے فکرمندی کا مظاہرہ فرمائیں اور اس کے لئے ”کتاب الاخلاق“ سے خاص طور پر مدد لی جائے، کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اخلاقی اقدار کو نہایت ہی خوبی اور جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اخلاقیات کی تمام تفصیلات نہایت حسین پیرائے میں ذکر فرمائی ہیں، جن کی آج امت کے ہر فرد کو ضرورت ہے۔

اخلاقی جرائم اور اصلاحِ معاشرہ:

اخلاقی برائیوں کی طرف نظر کی جائے تو جھوٹ، فریب، دھوکہ، خیانت، تکبر، ظلم، فحاشی، حسد، بدگمانی اور غیبت وغیرہ ان میں سے بیشتر عیوب ہمارے اندر موجود ہیں۔ ان مہلک بیماریوں کے شکار ہر جگہ موجود ہیں۔ سوال یہ ہے کہ خیانت کے مرض کا شکار کسی فرد کو ادارے کا رکن یا سربراہ بنایا جا سکتا ہے؟ رشوت کا عادی ملازم لوگوں کی خدمت کرے گا یا ان کا جینا دوبھر کردے گا؟ انصاف سے عاری جج صاحب اور جھوٹا وکیل ہمارے کس کام کا؟ والدین کے حقوق سے ناواقف بگڑی ہوئی اولاد کیا گل کھلائے گی؟ فحاشی میں مبتلا نوجوان قوم کو کیا مستقبل فراہم کرے گا؟ حسد، بدگمانی اور غیبت میں مبتلا لوگ دفاتر کا کیا ماحول بنائیں گے؟ تکبر میں مبتلا حکمران اپنی رعایا کے ساتھ کیسا سلوک کریں گے؟ یہ وہ گنتی کی چند اخلاقی برائیاں ہیں جس کا ہمیں قدم قدم پر سامنا کرنا پڑ رہا ہے، لہٰذا جب تک تزکیہ اور تربیت کے عمل میں تیزی لاکر ان کو دور نہ کیا گیا تو یہ برائیاں بڑھتی چلی جائیں گی، اللہ نہ کرے اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ہمارے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں جینا مشکل ہو

جائے گا۔

لہٰذا ائمہ کے پاس بہترین موقع ہے کہ وہ امت کی تربیت کریں، ان کا نمازی کسی ایک طبقے سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ ان کے نمازیوں میں مزدور، طالب علم، وزیر، حکمران، اساتذہ، سرکاری وغیرسرکاری ملازمین، افسر، پولیس، فوجی، قانون دان، سیاست دان، دکاندار، تاجر، اور بے روزگار سب شامل ہیں۔ جب ان کے سامنے قرآن و حدیث کی واضح ہدایات پیش کی جائیں اور ساتھ ساتھ انھیں فکرمند کیا جائے کہ وہ ان ہدایات کو اپنے عملی ماحول میں اپنانے کی کوشش شروع کریں۔ اس طرح وہ ایک صاحبِ ایمان کا کردار ادا کرسکیں گے اور اپنے قول وفعل میں صداقت و امانت کے ساتھ ایک مثالی گھرانہ، مثالی معاشرہ اور ایک مثالی ریاست کا نمونہ پیش کریں گے، انشاءاللہ!

دیر، نہ کہ اندھیر:

اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ یہ تمام باتیں اس وقت اثر انداز ہوں گی جب ائمہ مساجد اپنی اصلاح کا عمل بھی مستقل جاری رکھیں گے، نیز اپنے مقتدیوں کی بھرپور نگرانی کریں گے، اس لئے ضروری ہے کہ وہ فقط وعظ سنا کر مصافحہ پر خاتمہ نہ کریں، ورنہ ''نشستند، گفتند، برخاستند'' کا مصداق بن جائیں گے، بلکہ انفرادی طور پر احوال لئے جائیں، مثلاً ایک وکیل سے پوچھا جائے کہ جھوٹ پر کتنا قابو پایا؟ ملازم سے پوچھا جائے کہ رشوت پر کتنا کنٹرول ہوا؟ وغیرہ۔ ائمہ مساجد جب مذکورہ بالا امور کا اہتمام کریں گے تو ان کے فکر وعمل اور محنت کے ثمرات نظر آنا شروع ہو جائیں گے۔ اس حوالے سے ایک بات سمجھنا بہت ضروری ہے کہ بعض اوقات ہم ایک مہینہ جان توڑ محنت کرتے ہیں اور نتیجہ ہاتھ نہ آنے کی صورت میں مایوسی کا شکار ہو کر محنت کم کردیتے ہیں، یہ جلد بازی والی بات ہوجائے گی۔ دنیا میں آج تک جتنے بھی کامیاب تجربات ہوئے ہیں، وہ طویل المیعاد رہے ہیں، لہٰذا کم ازکم تین سال محنت کرنے کے بعد آپ کو کچھ آثار دکھائی دیں گے۔ اس دوران مختلف طرح کے نشیب وفراز کا سامنا رہے گا، جس میں مقتدیوں کی عدمِ توجہ، عدمِ دلچسپی، بے بسی، وسائل کی کمی، کبھی بہت کثرت کے ساتھ مجمع اور کبھی گنتی کے دوچار ساتھی، کبھی حوصلہ افزائی کی بھرمار اور کبھی اعتراض کے تیر وغیرہ، غرض ان تمام حالات میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا پڑے گا، ایسے وقت میں نہ جذباتیت سے کام چلے گا اور نہ ہی ہتھیار پھینک کر ایک طرف ہونے سے بلکہ بہت حکمت، سوچ بچار اور ہمت کے ساتھ معاملات کو قابو کرنا پڑے گا۔

نتیجہ:

انبیاء کرام علیہم السلام کی مشترکہ سنت ہے کہ وہ نتائج سے بالاتر ہو کر اپنی امتوں میں دعوت کا کام کرتے رہے ہیں، اسی لئے ائمہ مساجد نتائج کی فکر تو کریں، لیکن نتائج نہ ملنے پر پریشان نہ ہوں۔ آپ اندازہ لگائیں جب تمام ائمہ مساجد اپنی اپنی مساجد میں یہ کام اس فکر کے ساتھ شروع کریں کہ میرے اس کام کا مقصد فرد، معاشرہ اور ریاست کی اصلاح ہے۔ اسی طرح یہ کام ہر علاقہ، شہر اور ملک میں ہونے لگے تو بعید نہیں کہ بیس سے تیس سال کے اندر اندر امتِ مسلمہ کی تقدیر ہی بدل جائے، ان شاءاللہ!

☆☆..............................☆☆

انسانی جان کی حرمت

قتل سخت ترین جرم ہے اور اس کے مفاسد نہایت خطرناک ہیں، یہ وہ بھنور ہے جس میں انسان اپنے آپ کو پھنسا کر کبھی نہیں نکل سکتا کہ بلاوجہ حرام خون بہادیا جائے۔

''وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيهَا وَغَضِبَ اللّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَاباً عَظِيماً.'' (النساء:۹۳)

ترجمہ: ''اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کرڈالے، اس کی سزا دوزخ ہے، جس میں ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔''

''سباب المومن فسوق وقتاله کفر''... مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے...(صحیح البخاری) ''لاترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض''... میرے بعد تم کافر نہ ہوجانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو...''لزوال الدنیا اھون علی اللّٰہ من قتل مومن بغیر حق'' (سنن ابن ماجہ)... اللہ کے نزدیک مومن کے ناحق خون کے مقابلے میں ساری دنیا کا ختم ہوجانا کوئی حیثیت نہیں رکھتا... (مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ)

مرسلہ: مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

عیسائی پادریوں سے چند سوالات

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

قسط:۴

عہد قدیم کی دوسری قسم:

یعنی وہ کتابیں جن کی صحت میں اختلاف ہے، یہ کل نو کتابیں ہیں: (۱) کتاب استیر، (۲) کتاب بارزخ، (۳) کتاب دانیال کا ایک جزو، (۴) کتاب طوبیاہ، (۵) کتاب یہودیت، (۶) کتاب دانش، (۷) کلیسائی پندو نصائح، (۸) کتاب المقابین الاول، (۹) کتاب المقابین الثانی۔

عہد جدید کی پہلی قسم:

وہ کتابیں جن کی صحت پر اتفاق ہے، یہ کل بیس کتابیں ہیں: (۱) انجیل متی، (۲) انجیل مرقس، (۳) انجیل یوحنا، (۴) انجیل لوقا: ان چاروں کو اناجیل اربعہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور انجیل کا لفظ انہی چاروں کے ساتھ مخصوص ہے اور کبھی کبھی مجازاً تمام عہد جدید کی کتابوں کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے، یہ لفظ معرب ہے، اصل یونانی لفظ ''انکلیون'' تھا، جس کے معنی بشارت اور تعلیم کے ہیں، (۵) کتاب اعمال حواریین، (۶) پولس کا خط رومیوں کے جانب، (۷) پولس کا خط قورنبثوش والوں کی جانب، (۸) دوسرا خط انہی کی جانب، (۹) پولس کا خط غلاطیہ والوں کی طرف، (۱۰) پولس کا خط افسس والوں کی طرف، (۱۱) پولس کا خط فلپیوں کی طرف، (۱۲) پولس کا خط قولا سائس والوں کی طرف، (۱۳) اس کا پہلا خط تساطلونیقی والوں کی طرف، (۱۴) پولس کا دوسرا خط انہی کی جانب، (۱۵) پولس کا رسالہ تیموثاؤس کی طرف، (۱۶) اس کا دوسرا رسالہ انہی کی طرف، (۱۷) پولس کا رسالہ تیطوس کی طرف، (۱۸) پولس کا خط فلیمون کی جانب، (۱۹) پطرس کا پہلا رسالہ، (۲۰) یوحنا کا پہلا رسالہ۔

عہد جدید کی دوسری قسم:

یعنی وہ کتابیں جن کی صحت میں اختلاف ہے، یہ کل سات کتابیں ہیں: (۱) پولس کا خط جو عبرانیوں کی جانب ہے، (۲) پطرس کا دوسرا رسالہ، (۳) یوحنا کا دوسرا رسالہ، (۴) یوحنا کا تیسرا رسالہ، (۵) یعقوب کا رسالہ، (۶) یہودا کا رسالہ، (۷) مشاہدات یوحنا۔

کتابوں کی تحقیق کیلئے عیسائی علماء کی مجلسیں:

اس کے بعد ناظرین کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ ۳۲۵ء میں بادشاہ قسطنطین کے حکم سے عیسائی علماء کا ایک عظیم الشان اجتماع شہر نائس میں ہوا، تاکہ تمام مشکوک کتابوں کے بارے میں مشورے کے ذریعے کوئی بات طے ہوجائے، بڑی تحقیق اور مشورے کے بعد ان علماء نے یہ فیصلہ کیا کہ کتاب یہودیت واجب التسلیم ہے، اس کے علاوہ باقی کتابوں کو بدستور مشکوک رکھا، یہ بات اس مقدمہ سے خوب واضح ہوجاتی ہے جو جیروم نے کتاب یہودیت پر لکھا ہے۔

اس کے بعد دوسری مجلس ۳۲۶ء میں منعقد ہوئی، جو روڈیشیا کی مجلس کے نام سے مشہور ہے، اس مجلس کے علماء نے بھی پہلی مجلس کے علماء کا فیصلہ کتاب یہودیت کے نسبت برقرار رکھا اور اس فیصلہ میں اس پر سات دیگر کتابوں کا اضافہ کرکے ان کو واجب التسلیم قرار دیا، کتاب استیر، یعقوب کا رسالہ، پطرس کا دوسرا رسالہ، یوحنا کا دوسرا اور تیسرا رسالہ، یہوداہ کا رسالہ، پولس کا رسالہ عبرانیوں کی جانب، اس مجلس نے اپنے اس فیصلہ کو عام پیغام کے ذریعہ موکد کردیا اور کتاب مشاہدات ان دونوں جلسوں میں بدستور خارج اور مشکوک ہی باقی رہی۔

اس کے بعد ۳۹۷ء میں ایک اور بڑی مجلس جو کارتھیج کی مجلس کے نام سے مشہور ہے منعقد ہوئی، اس مجلس کے شرکاء میں عیسائیوں کا مشہور فاضل آگسٹائن اور ۱۲۶ دوسرے مشہور علماء تھے، اس مجلس کے اراکین نے پہلی دونوں مجالس کے فیصلہ کو بدستور باقی رکھتے ہوئے اس پر مزید حسب ذیل کتابوں کا اضافہ کیا: (۱) کتاب دانش، (۲) کتاب طوبیاہ، (۳) کتاب باروخ، (۴) کتاب کلیسائی پندو نصائح، (۵، ۶) مکابین کی دونوں کتابیں، (۷) کتاب مشاہدات یوحنا، مگر اس جلسہ کے شرکاء نے کتاب باروخ کو کتاب یرمیاہ کا تقریباً جزو قرار دیا، اس لئے کہ باروخ علیہ السلام، ارمیاہ علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ تھے،

اس لئے ان لوگوں نے اسماء کتب کی فہرست میں کتاب باروخ کا نام علیحدہ نہیں لکھا، اس کے بعد تین مجلسیں منعقد ہوئیں، مجلس ٹرلو اور مجلس فلورنس اور مجلس ٹرنٹ، ان تینوں مجالس کے علماء نے بھی پہلی کارتھیج کی مجلس کے فیصلہ کو قائم اور باقی رکھا، صرف آخری دو مجلسوں نے کتاب باروخ کا نام ان کتابوں کے اسماء کی فہرست میں علیحدہ لکھ دیا۔

ان اسلاف کے فیصلوں سے فرقۂ پروٹسٹنٹ کی بغاوت:

ان کتابوں کی یہ پوزیشن ۱۲۰۰ء تک بدستور قائم رہی، یہاں تک کہ فرقۂ پروٹسٹنٹ نمودار ہوا، جنہوں نے اپنے بزرگوں کے فیصلے کے خلاف کتاب باروخ، کتاب طوبیاہ، کتاب یہودیت، کتاب دانش، کتاب پند کلیسا اور مقابین کی دونوں کتابوں کے بارے میں یہ دعویٰ کیا کہ سب واجب الرداور غیر مسلّم ہیں، اسی طرح اس فرقے نے کتاب استیر کے بعض ابواب کی نسبت اسلاف کے فیصلے کو رد کردیا اور بعض بابوں کے سلسلے میں ان کے فیصلے کو تسلیم کیا، کیونکہ یہ کتاب سولہ ابواب پر مشتمل ہے جن میں سے شروع کے نو ابواب اور باب نمبر ۱۰ کی تین آیتوں کے متعلق انہوں نے کہا کہ یہ واجب التسلیم ہیں اور باقی سولہ ابواب واجب الرد ہیں، اس انکار اور رد کے سلسلے میں انہوں نے چھ دلائل پیش کئے:

۱:... یہ کتابیں اپنی اصل زبانوں عبرانی اور کسدی میں جھوٹی ہیں اور اس وقت ان زبانوں میں یہ کتابیں موجود بھی نہیں ہیں۔

۲:... یہودی ان کتابوں کو الہامی تسلیم نہیں کرتے۔

۳:... تمام عیسائیوں نے ان کتابوں کو تسلیم نہیں کیا ہے۔

۴:... جیروم کہتا ہے کہ یہ کتابیں دینی مسائل کی تقریر واثبات کے لئے کافی نہیں ہیں۔

۵:... کملوس نے تصریح کی ہے کہ یہ کتابیں پڑھی جاتی ہیں، لیکن ہر مقام پر نہیں۔

۶:... یوسی بیس نے کتاب رابع کے باب نمبر ۲۲ میں تصریح کی ہے کہ یہ کتابیں محرف ہوچکی ہیں، خصوصاً مقابین کی دوسری کتاب۔

ان دستاویزی ثبوت کے بعد میں مستشرق شاخت سے پوچھتا ہوں کہ تم مسلمانوں کی مقدس احادیث سے غافل ہوکر اس پر بے جا اعتراضات کرتے تھے، تمہارا دعویٰ تو احادیث کے صحیح اور ضعیف کے بارے میں تھا اور وہ بھی جھوٹا تھا، اب بتاؤ تمہاری تو مذہبی بنیاد ہی غلط ہے، تمہارے اپنے بڑے تمہاری ان کتابوں کو محرف اور ناقابل اعتماد کہتے ہیں بلکہ ان کی اصلی زبان اور وجود کا ہی انکار کرتے ہیں: ”ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔“

تمہارے مذہب کا آشیانہ تو ایسی نازک شاخوں پر بنا ہوا ہے کہ ہوا کے ایک ہی جھونکے سے اس کے تنکے ہوا میں اڑ جائیں گے ذرا دیکھو! یہ کتابیں کس نے لکھی ہیں کب لکھی گئی ہیں؟ اس کی سند کہاں ہے، اس کے نقل کرنے والوں کے نام کیا ہیں کوئی بھی اتا پتہ نہیں ہے۔ ان کتابوں میں پولس کے بہت سارے رسالے ہیں یہ شخص عیسائیت کو بگاڑنے والا بڑا مجرم ہے، ان کتابوں میں یہوداہ کے رسالہ بھی شامل ہیں یہ ملعون تو حضرت عیسیٰؑ کی جاسوسی کرتا تھا پھر خود پھانسی پر لٹادیا گیا۔ یہ تمہارا اپنا حال ہے اور اعتراض دوسروں پر ہے، شاعر نے سچ کہا ہے:

اتنا نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اب کچھ دیر کے لئے بائبل کے تضادات اور واقعاتی اختلافات کو بھی دیکھ لیجئے تو تم پادریوں کو بائبل اختلافات وتضادات وتناقضات سے پُر نظر آئے گی، جس سے آپ کی چاروں اناجیل کی عمارت زمین بوس ہوجائے گی، چنانچہ اناجیل اربعہ سے متعلق مسیحی دانشور اور ان کے مفسر ”ہورن“ اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۲ء، ج:۴ قسم دوم کے باب:۲ میں کہتا ہے: ”ہم کو مورخین کنیسہ کی معرفت اناجیل کی تالیف کے زمانہ کے جو حالات پہنچے ہیں وہ ناقص اور غیر معین ہیں، جن سے کسی معین چیز تک رسائی نہیں ہوسکتی اور مشائخ متقدمین نے واہیات روایتوں کی تصدیق کی اور ان کو قلم بند کرڈالا، بعد کے آنے والے لوگوں نے ان کی لکھی ہوئی چیزوں کو ان کی تعظیم کی وجہ سے قبول کرلیا اور سچی جھوٹی روایتیں ایک کاتب سے دوسرے تک پہنچتی رہیں، مدت مدید گزر جانے کی وجہ سے اب ان کی تنقید اور کھرا کھوٹا معلوم کرنا بھی دشوار ہوگیا۔ (بحوالہ بائبل سے قرآن تک، ج:۱، ص:۳۶۲)

دوسری طرف بائبل اغلاط و اختلافات و تضادات سے لبریز ہے، بائبل سے قرآن تک جلد اول کے ص:۳۷۳ سے لے کر ۴۵۰ تک ۱۲۴ بڑے بڑے اختلافات کا مدلل بیان مذکور ہے، اب سوچنے کا مقام ہے پہلے تو انجیل کی یہ کتابیں ثابت نہیں ہیں اور جو بقول مسیحی اقوام اگر ثابت بھی ہیں تو اختلافات وتضادات سے بھری ہوئی ہیں۔ یہ ایسی غلطیاں اور اختلافات وتضادات ہیں جن کا حل نکالنا پادریوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ میں ان سارے پادریوں سے پھر وہی سوال کرتا ہوں کہ اگر ان کے

پاس کوئی آسمانی روحانی کتاب ہے تو ان کے پاس عبادات کیوں نہیں، کیا کسی روحانی کتاب نے ان کو کسی عبادت کا حکم نہیں دیا؟ حالانکہ انجیل برناباس میں جگہ جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز کی ترغیب دیتے ہیں، روزہ کا حکم کرتے ہیں اور صدقات دینے کا حکم دیتے ہیں، تم بتاؤ تمہارے پاس کیا ہے؟ صرف یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر چڑھے تو تمام عیسائیوں کی چھٹی ہوگئی کیا یہ کوئی انصاف ہے کہ سولی پر تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام چڑھائے گئے اور نماز تمہاری معاف ہوگئی، عبادات تمہاری معاف ہوگئیں اور آوارہ زندگی تم کو مل گئی، زنا اور شراب و کباب کی اجازت تم کو حاصل ہوگئی اور اگر حضرت عیسیٰ سولی پر نہیں چڑھے ہوں بلکہ ان کا ایک شاگرد یہوداہ اسکریوتی کو پھانسی دے دی گئی ہو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر اٹھائے گئے تو پھر تمہارا کفارہ کہاں سے ادا ہوگیا؟ یاد رکھو نہ خود دھوکا کھاؤ اور نہ دوسروں کو دھوکا میں رکھو، مرنے کے بعد بے خبر اور دھوکا خوردہ عیسائیوں کا بوجھ ان کے ساتھ ساتھ تمہاری گردنوں پر ہوگا اور جہنم کے عذاب میں سب شریک ہوں گے۔

سیرت نبوی پر مستشرقین کے اعتراضات:

پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس پر ایک عقلمند انسان کو اعتراض کا موقع مل سکے، نبوت سے پہلے کی چالیس سالہ زندگی کو آنحضرت نے جانچنے کے لئے اور اس پر کسی قسم کی انگلی اٹھانے کے لئے قریش کے سامنے رکھا اور فرمایا کہ ”میں نے تمہارے اندر ایک لمبا عرصہ گزارا ہے، آپ سچ سچ بتائیں کہ میں اس عرصہ میں کیسا رہا۔“ سب نے یک زبان ہوکر کہا کہ ہم نے بارہا آپ کا تجربہ کیا لیکن ہم نے تمہارے اندر کوئی قابل گرفت چیز نہیں دیکھی بلکہ ہمیشہ آپ کو سچا پایا ہے، یہ گواہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اڑوس پڑوس میں رہنے والوں نے دی جو مسلمان بھی نہیں تھے، پیغمبری اور رسالت کی بات بھی ابھی تک سامنے نہیں آئی تھی، یہ تو ایک خالص عرب نوجوان کی جوانی اور کردار کا سوال تھا، جس میں مکہ کے سرداروں نے کسی دباؤ کے بغیر کھلے الفاظ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت وعظمت صداقت و متانت دیانت وامانت کی سند عطا کی۔ اعلان نبوت کے بعد بھی کفار قریش نے آپ کی ذاتی گراوٹ سے متعلق ایک لفظ بھی نہیں بولا، اگر کچھ بولا تو یہ بولا کہ آج یہ شخص جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے ہم نہیں مانتے ہیں، اس میں یہ سچا نہیں ہے بلکہ پورے معاشرہ سے الگ رخ اختیار کرنا جنون ہے، لہٰذا یہ مجنون ہے کہ دنیا ایک رخ پر جارہی ہے اور یہ اکیلا ایک پتھر پر کھڑے ہوکر دنیا کو دوسرے رخ پر ڈالنا چاہتا ہے، اس سے اس نے قوم کے اندر جھگڑے کھڑے کردیئے صلوں کو نقصان پہنچایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے سخت سے سخت دشمنوں کے یہی اعتراضات تھے، ہر موقع کی تلاش میں بیٹھے ہوئے دشمن سب کچھ مشاہدہ کررہے تھے مگر وہ آپ کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ محمد کے لائے ہوئے قرآن میں یہ غلطی ہے یا یہ واقعہ غلط ہے یا یہ حکم غلط ہے، جب اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن آپ پر اخلاق سے گرے ہوئے اعتراضات نہ کرسکے تو کئی صدیاں گزرنے کے بعد ایک بے خبر جاہل شخص جہالت پر مبنی اخلاق سے گرے ہوئے اور بغض وعداوت سے بھرے ہوئے اعتراضات کرنے کا کیا حق رکھتا ہے؟ لیکن حقیقت کچھ اور ہے وہ یہ کہ مستشرقین دراصل علم اور تحقیق کے نام سے مسلمانوں کے مذہبی مقدسات کو کھلونا بنا کر اس کے ساتھ کھیلنا چاہتے ہیں، اس میں ان کو تفریح کا ایک موقع بھی ملتا ہے اور اسلامی مقدسات کو یہ بدبخت اپنی عقل کی تنقید کے لئے بطور تجربہ و تجزیہ استعمال کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ سیرت نبوی کے موضوع پر بہت سارے مستشرقین نے قلم آزمائی کی ہے لیکن سب کا سرغنہ برطانیہ کا مستشرق ”منٹگمری واٹ“ ہے، اس نے جو کتاب لکھی ہے، اس کا نام ”محمد ایٹ مکہ“ ہے، اس کے علاوہ سیرت پر مونٹیس نیور کولی، موسیو کیمون، جو یلیان گلو، سفاری، کائتانی ہورخرونیہ اور بندلی جوزی نے بھی کتابیں لکھی ہیں۔ ان تمام کتابوں میں ان کے مصنفین کا اسلام سے تعصب بغض و عداوت اور تاریخ سے بے خبری نمایاں ہیں، ان کے غیض وغضب نے ان کی تاریخ کا معیار تاریخ کے تقاضوں سے گرا کر بازاری داستان بنادیا ہے اور محقق کے نام سے یہ لوگ پاگلوں کی طرح گالیوں پر اتر آئے ہیں، چنانچہ موسیو کیمون اپنی کتاب ”تھالوجی آف اسلام“ میں لکھتے ہیں، دین محمدی ایک کوڑھ ہے جو لوگوں میں پھیلا اور ان کو تباہ کرتا چلا گیا بلکہ خوفناک مرض، ایک عمومی فالج اور دماغی پاگل پن ہے جو انسانوں میں سست روی اور پژمردگی پیدا کردیتا ہے اور ان میں اگر بیداری بھی آتی ہے تو صرف خونریزی اور شراب نوشی کے لئے اس سے وہ برائیوں کے خوگر بن جاتے ہیں، مکہ میں محمد کی قبر کیا ہے؟ ایک بجلی گھر ہے جو مسلمانوں کے ذہنوں میں جنون پھیلاتا ہے، اس کی وجہ سے ان پر جب ہسٹریائی دورے پڑتے ہیں تو دماغی باؤلے پن میں اللہ، اللہ کی رٹ شروع کردیتے ہیں....الخ۔“

(بحوالہ علوم اسلامیہ اور مستشرقین، ص:۷۶) (جاری ہے)

کارِ نبوت کا ایک اہم شعبہ

تزکیہ و احسان

قسط:۵

حضرت مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ

ہندوستان میں اسلام کی دعوت اگرچہ بہت پہلے پہنچ چکی تھی اور پہلی صدی ہجری میں ہی اسلامی دستے یہاں آنے شروع ہوگئے تھے، ۹۳ھ میں عظیم جرنیل محمد بن قاسم نے اپنی شمشیر اور اخلاق سے سندھ کو مسخر کیا، اور انہی اسلامی دستوں کے ذیل میں بہت سے علماء ومشائخ اس برصغیر پاک و ہند میں آئے اور یہاں علم وارشاد کے خزانے لٹائے، مگر چھٹی صدی ہجری (بارہویں صدی عیسوی) میں جب تاتاریوں نے عالم اسلام پر یلغار کی اور ملک کے ملک ان کی وحشیانہ بربریت سے تاخت وتاراج ہوئے تو دینی مراکز، مدارس اور خانقاہیں بھی ان کے مظالم سے محفوظ نہیں رہیں، اس وقت ہندوستان ہی ایک ایسا ملک تھا جو اس فتنہ عالم آشوب سے محفوظ رہا اس لئے عالم اسلام کے علماء، مشائخ نے ہندوستان کا رخ کیا اور اسے اپنا مرکز بنایا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں:

''عالم اسلام کے بہترین خاندان جن کو اپنا ناموس اور ایمان عزیز تھا اور بہترین دل ودماغ جو اپنے بدقسمت وطن میں سکون و اطمینان سے محروم ہوگئے تھے، ہندوستان کے جدید دارالامن اور دارالاسلام کی طرف ہجرت کر آئے۔ لائق ترین انسانوں اور شریف ترین خاندانوں کا یہ سیلاب ایران، ترکستان وعراق کی طرف سے بار بار امنڈتا رہا اور ان کی وجہ سے دہلی ایک بین الاقوامی شہر اور رشکِ بغداد وقرطبہ بن گئی، نہ صرف دہلی بلکہ ہندوستان کے دوسرے شہر اور قصبات شیراز ویمن کی ہمسری کرنے لگے۔ مورخین ہندوستان ضیاء الدین برنی وغیرہ جب ان شریف ونجیب خاندانوں، اساتذۂ وقت، علماء نامدار اور مشائخ کبار کی فہرست سناتے ہیں جو فتنہ تاتار میں ہجرت کرکے ہندوستان آگئے تھے اور ہنگامۂ درس و تدریس اور ارشاد وتلقین گرم کئے ہوئے تھے، نیز جنہوں نے سلطنت کی نازک ترین ذمہ داریاں سنبھال رکھی تھیں اور ملک کی زیب وزینت کا باعث تھے تو معلوم ہوتا ہے کہ سارے عالم اسلام کا جوہر شرافت و فضیلت یہیں آ گیا تھا۔

اس انقلاب سے ہندوستان نہ صرف عالم اسلام کا ایک اہم حصہ بن گیا تھا بلکہ تاریخ کا صاف اشارہ تھا کہ وہ اسلام کی فکری و روحانی قوت، علمی تحریکات اور احیاء وتجدید کا نیا مرکز بن رہا ہے، اور فکرِ اسلامی اور دعوت و عزیمت کے مؤرخین کو اب مسلسل کئی صدیوں تک اپنی توجہ اسی پر مرکوز کرنی پڑے گی۔''

(تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ سوم، صفحہ۲۰،۲۱)

ہندوستان میں اگرچہ باقاعدہ پہلی اسلامی فوج محمد بن قاسم کی سربراہی میں ہندوستان (سندھ) میں داخل ہوئی مگر ہندوستان کی فتح کا اصل سہرا سلطان محمود غزنوی کے سر ہے اور اسے مستقل اسلامی سلطنت بنانے کی سعادت سلطان شہاب الدین محمد غوری کے سر ہے۔

لیکن ہندوستان کی فتح سے بہت پہلے اسلام کے چاروں مشہور روحانی سلسلے قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ ہندوستان پہنچ چکے تھے۔ مگر ہندوستان کی روحانی فتح چشتیہ سلسلہ کے حصہ میں آئی، سب سے پہلے خواجہ ابو محمد چشتی ہندوستان تشریف لائے لیکن جس طرح محمود غزنوی کی فتوحات کی تکمیل شہاب الدین غوری کے ہاتھوں ہوئی، اسی طرح خواجہ ابو محمد چشتی کے کام کی تکمیل اسی سلسلہ کے ایک بزرگ خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ذریعہ ہوئی جنہوں نے اجمیر کو اپنا مرکز بنایا۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے سیر الاولیاء کے حوالہ سے لکھا ہے:

''ملک ہندوستان اپنے آخری مشرقی کنارہ تک کفر وشرک کی بستی تھی، اہل تمرد 'انا ربکم الاعلیٰ'' کی صدا لگا رہے تھے اور خدا کی خدائی میں دوسری ہستیوں کو شریک کرتے تھے، اور اینٹ، پتھر، درخت، جانور، گائے و گوبر کو سجدہ کرتے تھے۔ کفر کی ظلمت

سے ان کے دل تاریک اور مقفل تھے، سب دین وشریعت کے حکم سے غافل، خدا و پیمبر سے بے خبر تھے، نہ کسی نے کبھی قبلہ کی سمت پہچانی، نہ کسی نے اللہ اکبر کی صدا سنی، آفتاب اہل یقین حضرت خواجہ معین الدینؒ کے قدم مبارک کا اس ملک میں پہنچنا تھا کہ اس ملک کی ظلمت نورِ اسلام سے مبدل ہوگئی ان کی کوشش و تاثیر سے جہاں شعائرِ شرک تھے وہاں مسجد ومحراب ومنبر نظر آنے لگے، جو فضا شرک کی صداؤں سے معمور تھی وہ نعرۂ اللہ اکبر سے گونجنے لگی۔ اس ملک میں جس کو دولت اسلام ملی اور قیامت تک جو بھی اس دولت سے مشرف ہوگا نہ صرف وہ بلکہ اس کی اولاد دَر اولاد، نسل دَر نسل سب ان کے نامۂ اعمال میں ہوں گے اور اس میں قیامت تک جو بھی اضافہ ہوتا رہے گا اور دائرۂ اسلام وسیع ہوتا رہے گا، قیامت تک اس کا ثواب شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری کی روح کو پہنچتا رہے گا۔''

(تاریخ دعوت وعزیمت، جلد سوم، ص۲۸، ۲۹)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ نصف صدی تک اسلام کی اشاعت اور داعیان اسلام کی تعلیم وتربیت میں مشغول رہے۔ حضرت علی میاںؒ لکھتے ہیں:

''سلسلہ چشتیہ کی بنیاد ہندوستان میں پہلے ہی دن سے اشاعت وتبلیغ اسلام پر پڑی تھی اور اس کے عالی مرتبت بانی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ہاتھ پر اس کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے کہ تاریخ کے اس اندھیرے میں ان کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد کی یہ کثرت بہت کچھ حضرت خواجہؒ کی کوششوں اور روحانیت کی رہین منت ہے، ان میں سے ایک بڑی تعداد حضرت خواجہؒ کی روحانی قوت، اشراقی کمال اور عنداللہ مقبولیت کے واقعات سے مسلمان ہوئی، اس وقت تک ہندوستان جوگ و اشراقیت کا ایک بڑا مرکز تھا۔ یہاں کے بہت سے فقیر وسنیاسی اشراقی اور قلبی قوت میں بڑا کمال رکھتے تھے، ریاضیاتِ شاقہ اور مختلف مشقوں سے انہوں نے کشف وتصرف کی بڑی قوت بڑھا رکھی تھی، ان میں بہت سے لوگ اس نو وارد مسلمان فقیر کے امتحان اور اس کو زک دینے کے لئے اس کے پاس آئے، لیکن ان کو بہت جلد معلوم ہوگیا کہ یہ غریب الوطن درویش ان سے اپنی قلبی قوت اور اشراقیت میں بڑھا ہوا ہے اور ساحرین فرعون کی طرح ان کو یہ اندازہ ہوگیا کہ اس کے کمالات اور قوتوں کا منبع اور سرچشمہ کچھ اور ہے، اسی کے ساتھ ان کے اخلاق کی پاکیزگی، صاف ستھری زاہدانہ اور بے طمع زندگی، ایمان ویقین کی قوت، خلقِ خدا کے ساتھ ہمدردی، اور بلا تفریق مذہب وملت، انسان سے محبت اور انسانیت کا احترام دیکھ کر مخالفین بھی معتقد اور دشمن بھی دوست ہوگئے۔ تذکرہ تصوف کی کتابوں میں اس سلسلہ میں جوگیوں اور سنیاسیوں کے ساتھ مقابلہ اور حضرت خواجہؒ کی اشراقی قوت اور کشف وتصرفات کے جو واقعات کثرت کے ساتھ نقل کئے گئے ہیں، اگر چہ ان کو تاریخی سند سے اور قدیم تر معاصر مآخذ کے ذریعہ ثابت کرنا مشکل ہے لیکن ہندوستان کے اس وقت کے ذوق و رجحان اور اجمیر کی دینی وروحانی مرکزیت کو دیکھتے ہوئے یہ واقعات خلافِ قیاس نہیں، دراصل جس چیز نے حضرت خواجہؒ کا گرویدہ اور اسلام کا حلقہ بگوش بنایا، وہ تنہا ان کی قلبی قوت نہ تھی، بلکہ ان کی روحانیت، اخلاص و اخلاق اور ان کا وہ طرزِ زندگی تھا جس کا ہندوستان کے اہل فن اور عوام نے اس سے پہلے کبھی تجربہ نہیں کیا تھا۔''

(تاریخ دعوت وعزیمت، ج سوم، ص۱۶۶، ۱۶۷)

جب ۶۲۷ھ میں ان کا انتقال ہوا تو ان کا لگایا ہوا پودا جڑ پکڑ چکا تھا اور ان کے خلیفہ خاص اور ان کے جانشین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کیؒ ان کی بتائی ہوئی تعلیمات کی روشنی میں اصلاح وارشاد کے کام میں مصروف تھے، جنہوں نے دارالحکومت دہلی کو اپنی تعلیم وتبلیغ کا مرکز بنایا تھا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کا کیؒ کے جانشین ہوئے خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ۔ حضرت علی میاںؒ لکھتے ہیں:

''جس طرح حضرت خواجہ معین الدینؒ ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کے مؤسس وبانی ہیں خواجہ فریدالدینؒ اس کے مجدد اور اس سلسلہ کے آدم ثانی ہیں آپ ہی کے خلفاء، سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین دہلویؒ اور حضرت شیخ علاء الدین علی صابر پیران کلیریؒ کے ذریعہ یہ سلسلہ ہندوستان میں پھیلا اور ان کے خلفاء واہل سلسلہ کے ذریعہ اب بھی زندہ وقائم ہے۔''

''حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ کی

کوششوں اور توجہات کو اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں خاص اہمیت حاصل ہے، ان کی مجالس اور خانقاہ میں ہر مذہب وملت کے آدمی، اور ہر طبقہ کے لوگ آتے تھے۔“

(تاریخ دعوت وعزیمت، ج سوم، ص۱۶۷)

حضرت خواجہ نظام الدینؒ کا تبلیغی مساعی اور اشاعت اسلام اور لوگوں کی اصلاح وارشاد میں بہت بڑا حصہ ہے۔

”اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس پچاس برس کے عرصہ میں جس میں حضرت خواجہ نظام الدینؒ، دہلی جیسے مرکزی مقام میں مسند ہدایت و ارشاد پر متمکن رہے، اور ان کی خانقاہ کا دروازہ ہر انسان کے لئے کھلا رہا، یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان کے دور دراز گوشوں سے مختلف ضرورتوں اور تقریبوں سے لاکھوں کی تعداد میں غیر مسلم آتے تھے اور اپنی خوش اعتقادی کی بنا پر حضرت خواجہؒ کی زیارت کو بھی حاضر ہوتے تھے، بڑی تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے۔“

(تاریخ دعوت وعزیمت، ج سوم، ص۱۶۸)

یہ سلسلہ ان کے خلفاء اور ان کے سلسلہ کے لوگوں کے ذریعہ برابر جاری وساری رہا۔

”چشتی خانقاہوں نے اپنے حلقۂ اثر میں بالواسطہ اور بلا واسطہ گرد وپیش کی غیر مسلم آبادیوں کو اپنے اخلاق، روحانیت اور مساوات واخوت سے جس کی فضا ان کی خانقاہوں میں قائم تھی ضرور متاثر کیا، اور ان قوموں کو جو کشف وکرامت اور روحانیت سے خاص طور پر متاثر ہوتی ہیں اسلام میں داخل کرنے کا ذریعہ بنے، پنڈوہ کی چشتی خانقاہ اور احمد آباد اور گلبرگہ کے چشتی مشائخ کے اثر سے غیر مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کا مسلمان ہونا بالکل قرین قیاس ہے۔“

(تاریخ دعوت وعزیمت، ج سوم، ص۱۶۹)

لیکن جہاں ہندوستان میں اسلام کی اشاعت میں ان خانقاہوں کا عظیم کردار ہے اور لوگوں کی اصلاح وتربیت میں انہوں نے لازوال کردار ادا کیا وہاں یہ بات بھی تسلیم کئے بغیر چارہ کار نہیں کہ رفتہ رفتہ ان میں زوال آنا شروع ہوا اور یہ خانقاہیں ظاہری رسوم کی پابند ہوگئیں جن بزرگوں نے پوری زندگی توحید کا درس اور اتباع سنت پر زور دیا بعد میں وہاں بدعات پھیلنے لگیں اور شریعت وطریقت کو دو علیحدہ حصوں میں تقسیم کردیا گیا۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ تحریر فرماتے ہیں:

”ایک تلخ حقیقت کی طرح اس کا اظہار ضروری ہے کہ زمانہ کے مرور وانقلاب کے ساتھ، اس سلسلہ اور ان کے بانیان کرام اور اسلافِ عظام کی خصوصیتوں میں انحطاط و زوال رونما ہوا، تصوف و روحانیت کی تاریخ بتاتی ہے کہ ہر سلسلہ کا آغاز جذب قوی سے ہوا، پھر اس نے سلوک اور آخر میں رسوم کی شکل اختیار کرلی، یہاں بھی جس سلسلہ کا آغاز عشق، درد ومحبت، زہد وایثار، فقر استغناء ریاضات و مجاہدات اور دعوت وتبلیغ سے ہوا تھا اس میں بتدریج ایسی تبدیلی ہوئی کہ آخر میں اس کے نظام کے تین نمایاں عناصر ترکیبی رہ گئے۔

(۱) وحدت الوجود کے عقیدہ میں غلو، اس کی اشاعت کا انہماک اور اس کے باریک ودقیق مضامین کا اعلان وتذکرہ۔

(۲) محافلِ سماع کی کثرت، وجد و رقص کا زور۔

(۳) اعراس کا اہتمام اور ان کی رونق وگرم بازاری جو شرعی حدود وقیود سے بے نیاز ہے۔

وہ اعمال و رسوم اور عقائد جن کی اصلاح کے لئے دین خالص کے یہ اولوالعزم داعی ایران وترکستان کے دور دراز مقامات سے آئے تھے، خانقاہوں کا ایسا دستور العمل بن گئے کہ غیر مسلم آبادی کے لئے یہ ایک معمہ اور سوال بن گیا کہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں (جن کی اصلاح کیلئے یہ مبلغین اسلام بحر وبر طے کرکے تشریف لائے تھے) عملاً کیا فرق ہے؟ توحید کے لفظ کا استعمال اور دعوت، توحید وجودی کے معنی میں محدود ہوکر رہ گئی۔ سنت اور اتباع شریعت جس پر ان مشائخ نے اتنا زور دیا تھا، اہل ظاہر کا شعار اور حقیقت ناشناسوں کی علامت بن کر رہ گیا، شریعت وطریقت دو الگ الگ کوچے تسلیم کئے گئے جن میں نہ صرف مغائرت تھی، بلکہ تضاد، مزامیر وآلاتِ سماع جن کی مشائخ متقدمین نے اتنی شدت سے ممانعت کی تھی، داخل طریق بن گئے، درد وعشق کی جنس جو طریقۂ چشتیہ کا سرمایہ تھا اس بازار میں ایسی نایاب ہوئی کہ طالب صادق کو حسرت سے کہتے ہوئے سنا گیا کہ:

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

فقر جو اس طریق کا فخر تھا شانِ امیری اور شکوہ خسروی سے تبدیل ہوگیا۔

اس سے بڑھ کر انقلاب اور تاریخ کا

سانحہ یہ ہے کہ جن بندگانِ خدا کا مقصد حیات ہی خدا کے سب بندوں کا سر دنیا کے تمام آستانوں سے اٹھا کر خدائے واحد کے آستانہ پر جھکانا اور ماسویٰ میں اٹکے ہوئے اور پھنسے ہوئے دلوں کو نکال کر ایک خدا سے اٹکانا تھا اور جن کی دعوت اور زندگی انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی تصویر اور ان آیات کی تفسیر تھی:

''کسی بشر سے یہ بات نہیں ہوسکتی کہ اللہ تو اس کو کتاب اور دین کی فہم اور نبوت عطا فرمائے اور پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ میرے بندے بن جاؤ، خدا تعالیٰ کی توحید کو چھوڑ کر، لیکن وہ یہ کہے گا کہ تم اللہ والے بن جاؤ بوجہ اس کے کہ تم کتاب الٰہی اوروں کو بھی سکھاتے ہو اور بوجہ اس کے کہ خود بھی اس کو پڑھتے ہو اور نہ وہ یہ بات بتلاوے گا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو۔ بھلا وہ تم کو کفر کی بات بتلاوے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔'' (سورۃ آل عمران)

انقلاب زمانہ سے خود ان کی ذات مطلوب و مقصود اور خود ان کا آستانہ مسجود و معبود بن گیا۔''

(تاریخ دعوت وعزیمت، ج سوم، ص ۱۷۲ تا ۱۷۴)

اس تمام تر انحطاط کے باوجود ہر دور میں ایسے اللہ والے پیدا ہوتے رہے جنہوں نے تصوف (تزکیہ واحسان) کو اصلی شکل میں پیش کیا، بدعات، رسوم، رواج کا رد کیا اور پوری قوت سے اس کی دعوت دی کہ شریعت وطریقت ایک ہی چیز ہے، بلکہ شریعت طریقت پر مقدم ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ چشتی سلسلہ کے ایک بزرگ شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے حالات میں لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ یحییٰ منیریؒ کا تمام تر کارنامہ یہی نہیں ہے کہ انہوں نے ہندوستان کے باشندوں کو خدا کا راستہ دکھایا، معرفت الٰہی اور تعلق مع اللہ کی ضرورت واہمیت دل نشین کی، ہزاروں لاکھوں انسانوں کے دلوں میں عشقِ الٰہی اور خدا طلبی کی حرارت پیدا کر دی اور سلوک ومعرفت کے اسرار ونکات اور لطیف و بلند علوم کا اظہار فرمایا، بلکہ بعض دوسرے مصلحین امت اور محققین کی طرح ان کا یہ بھی عظیم وروشن کارنامہ ہے کہ انہوں نے بروقت دین کی حفاظت کا فرض سر انجام دیا۔ مسلمانوں کے دین وایمان کو غالی صوفیوں کی بے اعتدالیوں، ملحدین کی تحریفات اور باطنیت وزندقہ کے اثرات سے محفوظ رکھا اور ان مغالطّوں کا پردہ چاک کیا جو بد اعتقاد صوفیوں، جاہل مشائخ اور فلسفہ وباطنیت سے متاثر اشراقین کی دعوت وتبلیغ سے ہندوستان جیسے دور افتادہ ملک میں (جہاں اسلام بہت چکر کاٹ کر پہنچا تھا اور جہاں کتاب وسنت سے براہِ راست واقفیت پیدا کرنے کے وسائل شروع سے کمزور اور محدود رہے) سحر کا اثر رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے مکتوبات میں ان سب عقائد وخیالات پر ضرب لگائی، جس کے پردہ میں یہاں الحاد وزندقہ پھیل رہا تھا۔ اور اسلامی عقائد متزلزل ہو رہے تھے، اور اسلام کے عقائد صحیحہ اور اہل سنت کے مسلک کی نہایت مؤثر وطاقتور وکالت اور تبلیغ کی، وہ چوں کہ حقائق ومعارف میں بلند ترین پایہ رکھتے تھے، اشراق اور کشف وشہود کے اعلیٰ مقام پر پہنچ چکے تھے، ریاضات ومجاہدات کی طویل ترین ودشوار ترین گھاٹیاں طے کر چکے تھے، اور اس میدان میں ان کا مرتبہ ''امامت و اجتہاد'' تک پہنچنا سب کو تسلیم تھا، اس لئے اس بارے میں ان کی تصریحات وتحقیقات خاص وزن اور قیمت رکھتی ہیں اور ان کی تردید بلکہ تحقیر کسی بڑے سے بڑے صاحب ''اشراق کشف'' کے لئے آسان نہیں تھی۔''

(تاریخ دعوت وعزیمت، ج سوم، ص ۲۹۸، ۲۹۹)

(جاری ہے)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی آئینِ پاکستان سے کھلم کھلا بغاوت

نوبل انعام کی آڑ میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اس قدر جری اور بے باک ہوگئے تھے کہ آئین پاکستان کی سر عام دھجیاں اڑانے لگے: ''۱۸؍ دسمبر ۱۹۷۹ء کو پاکستان قومی اسمبلی ہال میں ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا، جس میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد کی طرف سے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نوبل انعام کی خوشی میں ڈاکٹریٹ کی سند عطا کی۔ اس اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے کہا: ''میں پہلا مسلمان سائنس دان ہوں جسے یہ انعام ملا ہے۔''

(تحفۂ قادیانیت از مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، ج:۱، ص:۶۱۳)

سہ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس، پشاور

رپورٹ: مولانا اسحاق حقانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مکہ ٹاور شیرو جنگی بخشی پل چارہ سدہ روڈ پشاور میں ۱۰ تا ۱۲ رمئی کو سہ روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ اس سے پہلے یہ کورس ہر سال مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر میں منعقد کیا جاتا تھا۔ امسال پہلی مرتبہ ضلعی سطح پر پشاور میں تین روزہ کورس کا کامیاب انعقاد کیا گیا۔ شرکاء کورس سے مقامی علماء کرام کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ملکی سطح کے مناظرین اور ماہرین نے خطاب کیا، جن میں مولانا غلام رسول دین پوری، مفتی محمد راشد مدنی، مولانا عادل خورشید، مولانا روح اللہ جان، مولانا عنایت الرحمٰن، مولانا عطاء الرحمٰن، مولانا سمیع اللہ جان فاروقی اور مفتی فضل واحد وغیرہ شامل ہیں۔

کورس کے پہلے روز دارالعلوم حمایت الاسلام غلجی کنڈر خیل کے استاذ حدیث مولانا روح اللہ جان نے افتتاحی کلمات سے کورس کا آغاز کیا اور خشیت الٰہی کے موضوع پر مختصر گفتگو کی۔ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے ناظم عمومی مولانا عادل خورشید نے ناموس رسالت اور قانون ناموس رسالت کے موضوع پر سبق پڑھایا۔ انہوں نے قانون ناموس رسالت ۲۹۵-سی کے پس منظر پر روشنی ڈالی اور اس قانون پر اٹھنے والے اعتراضات کا جائزہ لیا۔ انہوں نے کہا کہ آج مغربی دنیا اور نام نہاد مذہبی اسکالرز لوگوں کے ذہن میں اس قانون کے متعلق طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ قانون آزادیٔ اظہار رائے کے خلاف ہے، لہٰذا یہ قانون ختم ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ اعتراض بے جا ہے۔ اس لئے کہ آج مغربی دنیا میں بھی ایسی آزادیٔ اظہار رائے کی اجازت نہیں، جس سے کسی فرد یا جماعت کی دل آزاری ہوتی ہو۔ اس کی واضح مثال ہولوکاسٹ ہے، جس پر گفتگو کرنا یہودیوں کے ہاں بہت بڑا جرم ہے۔ ایک اور اعتراض کہ قانون ناموس رسالت کو لوگ ذاتی انتقام کے لئے استعمال کرتے ہیں، اس کے جواب میں ان کا کہنا تھا کہ کسی قانون کا ایک آدھ بار غلط استعمال اس بات کو قطعاً جواز فراہم نہیں کرتا کہ سرے سے قانون ہی کو ختم کیا جائے، ورنہ یوں ایک ایک کر کے تمام قوانین کو ختم کرنا پڑے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ تفتیشی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو کھوج لگائیں کہ ملزم پر الزام درست ہے یا کسی ذاتی عداوت کا نتیجہ ہے۔

اس کے بعد مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر کے شیخ الحدیث مولانا غلام رسول دین پوری نے عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے قرآن وحدیث سے عقیدہ ختم نبوت پر دلائل دیتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے، جس پر چودہ سو سال سے تمام مسلمانوں کا اجماع چلا آرہا ہے۔ اس عقیدہ میں معمولی شک و شبہ بھی انسان کو ایمان کی روشنی سے نکال کر کفر کے اندھیروں میں دھکیل دیتا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ رحیم یار خان مفتی محمد راشد مدنی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر لیکچر دیا۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو قرآن کریم کی مختلف آیات سے ثابت کرتے ہوئے قادیانی اور پرویزی اعتراضات کے جوابات دیئے۔

آخر میں جامعہ بحرالعلوم بورڈ پشاور کے صدر مدرس مولانا عنایت الرحمٰن نے قادیانیوں سے بائیکاٹ کے موضوع پر مدلل گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ آج کل ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے کہ قادیانیوں سے معاشی اور معاشرتی بائیکاٹ اسلامی احکامات کے خلاف اور ظلم ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ قادیانیوں سے بائیکاٹ قرآن و سنت کے اصولوں کے مطابق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی تعلیمات اور چودہ سو سالہ امت کا طرزِ عمل اس پر شاہد ہیں، یہ ان کے ساتھ ظلم نہیں، بلکہ عین انصاف ہے۔

دوسرے دن کورس کا آغاز مشہور عالم دین پیر طریقت مفتی فضل واحد کے بیان سے ہوا۔ انہوں نے ابتدائی کلمات کہتے ہوئے شرکاء سے عقیدہ ختم نبوت کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے

تیار رہنے کی تلقین کی اور دورِ حاضر کے فتنوں بالخصوص فتنۂ دجال سے حفاظت کے لئے جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کی خصوصی تاکید کی۔اس کے بعد دارالعلوم تعلیم القرآن باڑہ گیٹ کے شیخ الحدیث مولانا عطاء الرحمٰن نے اتباع سنت کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ ہمارے اوپر زندگی کے ہر شعبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع لازم ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ آج جدید ریسرچ بھی سنت کی افادیت کی قائل ہوگئی ہے،لیکن ہمیں شرعی احکام کی اتباع دنیوی فوائد کے بجائے اس نیت سے کرنی چاہئے کہ یہ ہمارے آقا ومولیٰ کی سنت اورطریقہ ہے۔

اس موقع پر مولانا عادل خورشید نے فتنۂ قادیانیت کے پس منظر اور اس کے اغراض و مقاصد پر گفتگو کی۔انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی نے خوداس بات کا اعتراف کیا ہے کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ انگریز نے مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد نکالنے اور ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ کے اصول کے تحت مسلمانوں میں باہمی پھوٹ ڈالنے کے لئے مرزا قادیانی کو کھڑا کیا۔

مولانا عادل خورشید کے بیان کے بعد مفتی محمد راشد مدنی نے دوسرے دن بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام اورامام مہدی علیہ الرضوان کے موضوع پر مدلل گفتگو کرتے ہوئے قرآن کریم کی مختلف آیات سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھایا ہے اورقرب قیامت میں جامع مسجد دمشق کے مشرقی منارہ پر نازل ہوں گے۔ظہور امام مہدیؒ پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ احادیث میں امام مہدیؒ کی جو علامات آئی ہیں،مرزا قادیانی میں کوئی ایک علامت بھی نہیں پائی جاتی۔اس کے باوجود مرزا قادیانی کا امام مہدی ہونے کا دعویٰ سراسر جھوٹ اور کذب بیانی کے سوا کچھ نہیں۔

مولانا غلام رسول دین پوری نے شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے حوالے سے کہا کہ اگر کسی فتنہ کو سمجھنا اوراس کا سدباب مشکل لگ رہا ہوتو اس زمانہ کے اولیاء امت کو دیکھو کہ ان کا رُخ کس طرف ہے اور وہ کیا لائحہ عمل اختیار کرتے ہیں؟ اس سے امت کو رہنمائی ملے گی۔ فتنۂ قادیانیت کی حساسیت پر بات کرتے ہوئے کہا کہ بڑے بڑے اولیاء اللہ نے مرزا قادیانی کی پیدائش سے بھی پہلے امت کواس فتنے سے خبردار کیا تھا۔پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ جب مکہ مکرمہ مستقل اقامت کی نیت سے تشریف لے گئے تو حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ نے یہ کہہ کرانہیں واپس بھیج دیا کہ عنقریب ہندوستان میں ایک فتنہ نمودار ہونے والا ہے۔ آپ ہندوستان واپس جا کر اس کا مقابلہ کریں۔اسی طرح مرزا قادیانی جب چھوٹا بچہ تھا تو شاہ حسن بٹالویؒ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بچہ آگے جاکر ضلالت کا راستہ اختیار کرے گا۔

اخیر میں سفید ڈھیری کے ذمہ دار مولانا قاری شاہد نے قادیانیوں کے طریقۂ واردات پر فکر انگیز گفتگو کرتے ہوئے،ان چالبازیوں کا ذکر کیا جنہیں اختیار کر کے قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ ہر مسلمان کو ان سے بحث مباحثہ نہیں کرنا چاہئے ورنہ وہ ان کی چالبازی کا شکار ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اکابر نے قادیانیوں سے بائیکاٹ نہایت ضروری قرار دیا ہے تاکہ عوام الناس اس فتنے کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں۔

تیسرے اور آخری دن کورس کا آغاز دارالعلوم انس بن مالکؓ مالوتھرا کے طالب علم قاری محمد افضل کی تلاوت سے ہوا۔آپ نے خوش الحانی سے قرآن کریم کی آیات مبارکہ کی تلاوت کیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے ممبر اور سابق امیدوار صوبائی اسمبلی مولانا قاری سمیع اللہ جان فاروقی نے جماعتی زندگی کے عنوان پر گفتگو کرتے ہوئے شرکاء کورس سے انتہائی پُرمغز گفتگو کی۔آپ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امت پر بے شمار انعامات میں سے ایک بڑا انعام امت کو صحابہ کرام کی جماعت تیار کر کے دینا ہے۔صحابہ کرامؓ کے جو اوصاف قرآن واحادیث میں مذکور ہیں،اگر ان کو اپنایا جائے تو ایک بہترین جماعت خودبخود وجود میں آئے گی۔انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں جماعت سازی کا آغاز اپنی گھریلو زندگی سے کرنا ہے۔اگر ہم بہترین گھریلو زندگی بنانے میں کامیاب ہوئے تو باہر کی زندگی میں بھی بہترین جماعت تشکیل دے سکیں گے۔

مولانا عادل خورشید نے قادیانیوں سے بائیکاٹ کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ آج اعتراض کیا جاتا ہے کہ علماء ہمیں یہود، عیسائی،سکھ اور ہندوؤں سے بائیکاٹ کی بات نہیں کرتے،جبکہ قادیانیوں سے بائیکاٹ کا زور وشور سے مطالبہ کرتے ہیں۔اس کی کیا وجہ ہے؟اس کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ قادیانی اور دوسرے کفار میں فرق ہے۔باقی کفار اپنے آپ کو کافر کہتے اوراپنی کفری حیثیت تسلیم کرتے ہیں تو

مسلمان ان سے دھوکا ان کھاتے۔اس کے برعکس قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کے اندر قادیانیت کا پرچار کرتے ہیں، جس سے سادہ لوح مسلمان دھوکا کھا کر ارتداد کا شکار ہوجاتے ہیں۔ لہٰذا یہ زندیق ہیں اور شریعت کی رُو سے زندیق سے تعلقات، معاملات و معاشرت رکھنا ناجائز ہے۔علاوہ ازیں قادیانی اپنی مصنوعات کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ قادیانیت کی تبلیغ اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ لہٰذا اگر مسلمان ان سے لین دین رکھ کر انہیں نفع دیں گے تو وہ ان کے اس جرم میں برابر کے شریک ہوں گے۔

مولانا عادل خورشید کے بعد مفتی محمد راشد مدنی نے اپنے خطاب میں کہا کہ دیگر مکاتب فکر کے برعکس قادیانیوں سے ہمارا اختلاف اصولی ہے۔قادیانیوں نے تمام امت مسلمہ سے ہٹ کر مرزا قادیانی کو نبی مانا ہے۔ وہ کلمہ طیبہ تو ہمارا پڑھتے ہیں، لیکن دجل وفریب سے کام لے کر اس میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جہاد قیامت تک جاری رہے گا جبکہ مرزا قادیانی کو انگریز نے جہاد کو منسوخ کرنے کے لئے کھڑا کیا تھا۔اس کے علاوہ قادیانی کئی آیات کا مفہوم غلط بیان کر کے مسلمانوں کو دھوکا میں رکھ کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مولانا غلام رسول دین پوری نے اپنے لیکچر میں علامت قیامت پر سیر حاصل گفتگو کی۔انہوں نے کہا کہ قیامت کی اہم علامات میں ظہورِ امام مہدی بھی ہے جو مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے اور مکہ مکرمہ تشریف لے جائیں گے۔ آپ کا نام محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا اور فاطمی النسل ہوں گے اور حضرت حسنؓ کی اولاد میں ہوں گے۔ شکل و صورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو گی۔آخری طواف کے دوران مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان مسلمان انہیں پہچان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر ان کی امامت کریں گے اور ان کے ساتھ مل کر مقام لُد پر دجال کو قتل کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ احادیث مبارکہ میں امام مہدیؓ کی شکل وصورت اور جملہ اوصاف کھل کر پوری تفصیل کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں۔مرزا قادیانی میں امام مہدیؓ کی کوئی ایک علامت بھی نہیں پائی جاتی۔اس کے باوجود مرزا قادیانی کا امام مہدی ہونے کا دعویٰ اور قادیانیوں کا اسے مہدی ماننا انتہائی مضحکہ خیز بات ہے۔

کورس کا اختتامی اور کلیدی خطاب مفکر ختم نبوت مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کا تھا۔انہوں نے اپنے خطاب میں شرکاء کورس کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم سب کا اس کورس میں شرکت کا مقصد صرف رضائے الٰہی اور عشق نبوی ہے۔ انہوں نے شرکاء کے جذبات کو ابھارتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جتنی تحاریک چلی ہیں اور جتنی قربانیاں دی گئی ہیں، ان میں ہمارے پشتون اسلاف کا بہت بڑا حصہ اور کردار ہے۔انہوں نے تاریخ کے مختلف ادوار کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ۱۳۸۴ھ میں مرزا قادیانی کے کفر پر جو پہلا فتویٰ مرتب ہوا تھا، جس پر پانچ سو علماء کرام کے دستخط ثبت تھے، اس کے مدون مفتی محمد سہول خان پشتون تھے۔۱۹۳۴ء میں مجلس احرارِ اسلام نے جب پہلی مرتبہ قادیان میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کرائی تو اس موقع پر پشتون علماء مفتی عبدالقیوم پوپلزئی اور مولانا غلام غوث ہزاروی وغیرہ ان کے شانہ بشانہ تھے۔اسی طرح ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحاریک میں بھی پشتونوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ آج خیبر پختونخوا کے عصری تعلیمی اداروں کے نصاب میں عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت پر جو مواد شامل ہے، اس میں جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پشتون علماء کا بہت بڑا کردار ہے۔ہمیں اپنے ان اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر کی زیر سرپرستی اور ان کے نہج پر ہر قسم کی قربانی کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہئے۔

کورس میں اسلام کے اہم عقائد پر مدلل، تشفی بخش اور سیر حاصل گفتگو کی گئی۔ایک ہزار کے قریب افراد نے کورس میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔شدید گرمی کے باوجود شرکاء کا جذبہ قابل دید تھا۔ انتظامیہ کی طرف سے کورس کے لئے بہترین انتظامات کئے گئے تھے۔شرکاء کو ہر ممکن سہولیات فراہم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔تینوں دن جملہ شرکاء کی بہترین طعام سے تواضع کی گئی۔ آخری دن تمام شرکاء کو اسناد بھی دی گئیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے ذمہ داران بالخصوص صوبائی امیر مفکر ختم نبوت حضرت مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی، ناظم ٹاؤن ٹو مولانا بصیر خان اور مبلغ ختم نبوت ٹاؤن ٹو مفتی تاج محمد از ہر خراج تحسین کے مستحق ہیں، جنہوں نے مسلمانوں کے عقائد کے تحفظ کا احساس کرتے ہوئے اس اہم موضوع پر بلا معاوضہ کورس منعقد کرایا۔ہمیں امید واثق ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یہ اہم سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری رکھے گی، ان شاءاللہ! ☆☆

جناب محمد ظہور عثمانی مرحوم

مختصر حالاتِ زندگی

مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ

محمد ظہور عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں، بیٹوں کے نام محمد منظور عثمانی اور محمد منصور عثمانی ہیں۔ مرحوم کی اولاد تعلیم یافتہ ہے، خود میٹرک پاس تھے۔ مرحوم بروز ہفتہ ۲۶/مارچ ۲۰۲۲ء کو صبح سات بجے وصال فرما گئے اور چار بجے آپ کا نماز جنازہ ادا کیا گیا۔ مرحوم تنولی قوم سے تعلق رکھتے تھے، ان کے نام کے ساتھ ''عثمانی'' حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے لگایا، جو نام کا جزو بن گیا اور عثمانی ہی کے نام سے مشہور ہوگئے۔ ختم نبوت کے بے لوث مجاہد تھے۔ اپنے علاقہ کے قادیانیوں کے بارے میں معلومات کا ایک بڑا خزانہ ان کے پاس تھا کہ کون کب مرزائی ہوا، ان کے خاندان میں سے کون مرزائی ہوا، اب کہاں ہے، کیا کرتا ہے، اس کی اولاد کیا کرتی ہے، کون مسلمان ہوا، کون کہاں مرا، اس کی قبر کہاں بنی، مرحوم بڑے دلیر اور بہادر انسان تھے۔ علماء کرام کے بڑے مداح تھے۔ عقیدۂ ختم نبوت ان کی پہچان بن گیا تھا، جب کسی بھی محفل میں جاتے تو کہا جاتا: ''ختم نبوت والے آ گئے ہیں'' ہم نے اپنی آنکھوں سے اپنے طالب علمی دور میں ان کو حضرت استاذ المکرّم حضرت مولانا قاضی محمد عبداللہ خالد رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں دیکھا ہے، ہمارے ایک مقتدی بابو محمد یونس مرحوم کے یہ خاص دوست ہوا کرتے تھے، ہمارے محلّہ میں بھی آیا کرتے تھے اور نمازیں ہمارے ہاں ادا کرتے تھے، پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مرحوم بہت سے اپنے ذاتی امور میں راقم الحروف کے ساتھ مشورہ کیا کرتے تھے۔ ہم نے ہمیشہ ان کو اپنے بزرگوں کی نشانی خیال کرتے ہوئے ان کا احترام کیا۔ مرحوم کا بھی راقم الحروف پر بڑا اعتماد تھا، حضرت مولانا قاضی محمد عبداللہ خالدؒ کی اولاد کا بھی خیال رکھا کرتے تھے، گویا مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ انسان ہے اس میں کچھ کمزوریاں بھی ہوتی ہیں ہمارا معاشرہ ہمیشہ کمزوریوں پر نظر رکھتا ہے، مانسہرہ میں یوتھ فورم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قائم کرنے میں بھی آپ کا اہم کردار ہے، مانسہرہ کی یوتھ کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ یہ اپنے اکابر کے زیر سایہ کام کر رہی ہے۔ چناب نگر میں سیکورٹی کے فرائض کا اعزاز حاصل رہا ہے، مانسہرہ میں پندرہ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس مرکزی جامع مسجد میں حضرت مولانا قاضی محمد عبداللہ خالدؒ کی نگرانی میں ہوا، جس میں دیگر حضرات کے علاوہ راقم الحروف نے بھی شرکت کی۔ مرحوم محمد ظہور عثمانی بڑے خوش ہوئے۔ اس کورس میں شرکت کرنے والوں میں حضرت مولانا قاضی رفیق الرحمٰن قمرؒ بھی تھے، ایسی بہاریں اب کہاں۔ مرحوم گفتگو کرتے وقت ہمیشہ اپنے بزرگوں کا حوالہ دیا کرتے تھے، ایک دن کچھ کتب اور رسائل ہمیں دیئے، اس کورس کو کامیاب کرانے میں بھی مرحوم برابر کے حصہ دار تھے۔ اکابر علماء کرام نے اس کورس میں شرکت کی اور شاہین ختم نبوت استاذ العلماء حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے بحیثیت استاذ کے مکمل کورس کرایا۔ وہ یادگار کاپی راقم الحروف نے بھی لکھی تھی۔ آپ ۱۹۶۰ء سے ختم نبوت کے محافظ چلے آ رہے تھے۔ ۱۹۴۰ء کا سال ان کی پیدائش کا ہے، مرحوم کے والد محترم کا نام جمعہ مرحوم تھا، ان کی پہچان ختم نبوت تھی، ہفت روزہ ختم نبوت سے خصوصی لگاؤ تھا، اس نسبت کو لے کر دنیا سے چلے گئے، مرحوم کے جنازے میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اس محاذ پر ان کی بڑی خدمات ہیں۔ بڑی خوبیاں تھیں مرنے والے میں، اے اللہ! تو ان کے ساتھ آسانی والا معاملہ فرما، ان کی قبر کی منزلوں کو آسان فرما، ان کے لواحقین کو ختم نبوت کا پرچم اٹھانے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین۔

☆☆..................☆☆

اُلّو بڑا ہوتا ہے یا اُلّو کا پٹھا؟

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا محمد لقمان علی پوریؒ نے ایک جلسہ میں مرزا قادیانی کو الو کا پٹھا کہا۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کا دورِ حکومت تھا۔ کیس بنا، مولانا محمد لقمان نے اپنے صفائی کے گواہوں میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا سیّد ابوالحسنات محمد احمد قادری، سیّد مظفر علی شمسی سمیت بارہ تیرہ عمائدین کے نام لکھوائے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ہم مجسٹریٹ کی عدالت میں پہنچے تو دیکھا کہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ بغل میں مصلیٰ دبائے ہوئے عدالت میں موجود ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کیسے؟ فرمایا کہ مجسٹریٹ کی طرف سے سمن گئی، اس پر ختم نبوت لکھا ہوا تھا، تو میں آ گیا، تو ہم نے کہا کہ حضرت ابھی آپ کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے ساتھ ہم ساری رات حوالے تلاش کرتے رہے تو اگلے دن مجسٹریٹ نے کہا کہ مولوی صاحب! آپ ایک عالم دین ہیں۔ عالم دین کے شایانِ شان نہیں کہ وہ کسی شریف آدمی کو الو کا پٹھا کہے۔ مولانا لال حسین اخترؒ نے نجم الہدیٰ کا حوالہ دیا۔ مرزا قادیانی کہتا ہے:

’’ان العدا صاروا خنازیر الفلا
ونساء هم من دونهن الا کلب‘‘.

ترجمہ: ’’میرے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔

نیز یہ حوالہ بھی پیش کیا کہ: ’’جو مجھے نہیں مانتا وہ کنجریوں کے اولاد ہے۔‘‘

’’تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة وینفع من معارفها ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریعة البغایا‘‘

(روحانی خزائن، ج:۵، ص:۵۴۷، ۵۴۸)

یہ حوالہ سن کر اس نے کہا کہ واقعتاً الو کا پٹھا تھا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اس دوران حضرت مولانا لال حسین اخترؒ مجھے لے کر حضرت لاہوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کیس کے متعلق بتلایا اور دعا کی درخواست کی، تو حضرت نے فرمایا اللہ پاک استقامت دیں۔

مولانا لال حسین اخترؒ نے حضرت کی مجلس سے نکلتے ہی فرمایا کہ مولوی لقمان! کوئی کپڑے ساتھ لائے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، فرمایا کہ تجھے سزا ہونی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کوئی عالم الغیب ہیں؟ فرمایا کہ حضرت والا نے رہائی کا نہیں استقامت کا کہا، اور استقامت تو مصیبت پر ہوتی ہے۔ خیر ہم عدالت میں پیش ہوئے اتفاقاً اس دن بارش ہو رہی تھی۔ مجسٹریٹ نے اگلے دن کی پیشی دے دی۔ ہم حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ آپ آ گئے؟ مولانا نے فرمایا کہ مجسٹریٹ نے اگلے روز کی پیشی دے دی۔ اگلے روز پیش ہوئے تو مجسٹریٹ نے کہا کہ ڈپٹی کمشنر قادیانی ہے، اس کا دباؤ ہے کہ آپ کو سزا دی جائے، چنانچہ آپ کو ایک سال کی سزا دی جاتی ہے۔

ہم نے سیشن کورٹ میں اپیل کی تو سیشن جج نے کہا کہ آپ نے مرزا صاحب کو ’’الو کا پٹھا‘‘ کیوں کہا؟ تو مولانا لال حسین نے مرزا کی گالیوں کی لمبی چوڑی فہرست پیش کی۔

سیشن جج بہت حیران ہوا کہ بڑا بدتمیز اور بدزبان تھا، لیکن اس نے کہاں لکھا ہے کہ اسے بھی گالیاں دی جائیں؟ تو مولانا نے حوالہ پیش کیا کہ جو گالیاں نہیں دیتا وہ مشرک ہے۔

جج نے کہا کہ آپ اس کی کتابوں سے دکھلائیں کہ اس نے مسلمانوں کو الو کا پٹھا کہا ہو؟ مولانا نے حوالہ پیش کیا کہ وہ اپنے مخالفین کو الو کہتا ہے۔

سیشن جج نے کہا کہ الو کا پٹھا دکھلاؤ اور پیشی دے دی۔ میں شاہ جیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کیس کے متعلق رپورٹ پیش کی۔ اتنے میں مولانا لال حسین اخترؒ تشریف لے آئے اور کہا کہ جج صاحب کہتے ہیں کہ الو کا پٹھا دکھلاؤ؟

شاہ جیؒ نے فرمایا کہ الو بڑا ہوتا ہے یا الو کا پٹھا؟ مولانا نے فرمایا کہ الو بڑا ہوتا ہے اور الو کا پٹھا اس سے چھوٹا ہوتا ہے، تو مرزا قادیانی نے بڑی گالی دی جبکہ ہم نے اسے چھوٹی گالی دی۔ تو سیشن جج نے نو مہینہ کم کر کے تین ماہ برقرار رکھے۔

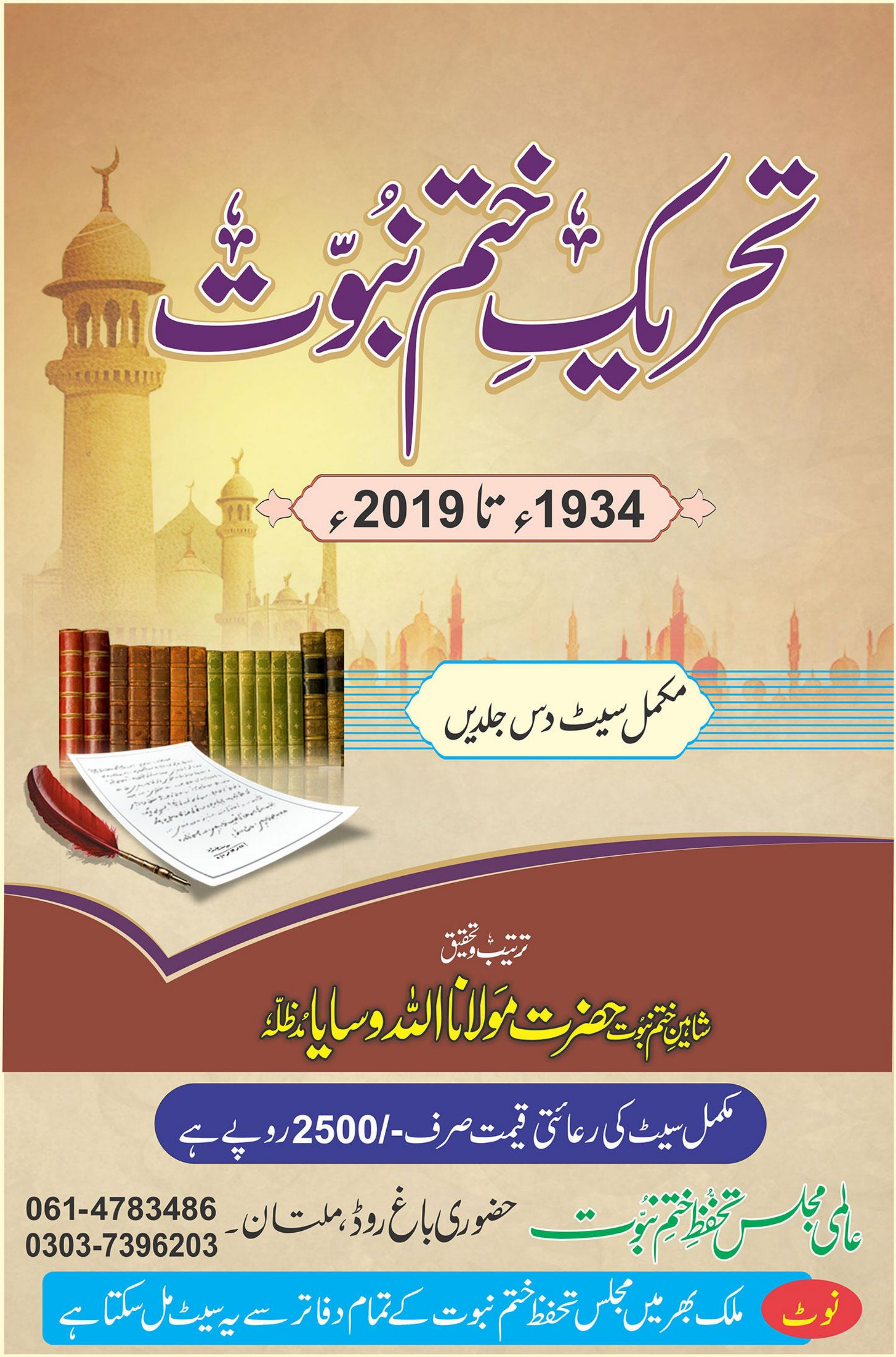
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب وتحقیق
شاہینِ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے